مرکزِ علم و حکمت و عرفان
ہے بریلی بھی اور کچھوچھہ بھی
RA
امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
اور
فخرِ سادات سید محمد محدث کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ
سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
رضا اکیڈیمی رجسٹرڈ لاہور
(پاکستان)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

فخرِ ساداتِ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)، لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۶

نام کتاب : ــــــــــــــــ امام احمد رضا اور سید محدث کچھوچھوی

تصنیف : ــــــــــــــــ سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر : ــــــــــــــــ رضا اکیڈمی

مطبع : ــــــــــــــــ احمد سجاد آرٹ پریس موہنی روڈ۔ لاہور

ہدیہ : ــــــــ دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے رضا اکیڈمی

اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸/۳۸ ، حبیب بنک ۔ وسن پورہ برانچ ○ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات /۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ۔ چاہ میراں، لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰، فون نمبر ۷۶۵۰۴۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بنام

محبوب ربانی شبیہ غوث اعظم جیلانی مرد حقانی شیخ المشائخ قطب العارفین سراج سا لکین حاج الحرمین اعلیٰ حضرت سید ابو احمد شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

خاکپائے اولیاء

سید صابر حسین شاہ بخاری
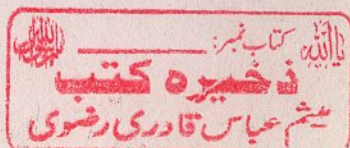
ملفوظات تقدیم

رشحات قلم

فاضل جلیل عالم نبیل علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

قیام پاکستان مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام تھا۔ اسلام کے نام پر قائم ہونیوالی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے قیام نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تمام قوم اس مطالبے پر متفق ہو گئی تھی کہ مسلمانوں کے لیے الگ ایک خطہ زمین متعین کیا جائے جہاں قانون اسلام کی حکمرانی ہو اور مسلمان آزادانہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ افسوس (50) سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک اسلامائزیشن کا سلسلہ مکمل نہ ہو سکا۔ ہمارا مشرقی پاکستان کٹ گیا مگر ہمیں احساس نہ ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہم نے اس سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس سے بڑا کفران نعمت کیا ہوگا؟ کہ ہم مملکت خداداد پاکستان میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اور اس سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ بعض عاقبت نااندیش تو پاکستان کے توڑنے کی باتیں کر رہے اور بعض لوگ غیر اسلامی نظام نافذ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے بعد امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ وہ نمایاں ترین شخصیت ہیں۔ جنہوں نے علی الاعلان دو قومی نظریئے کا پرچار کیا اور قیام پاکستان کا راستہ ہموار کیا۔ یہی وہ

راستہ تھا کہ جس کی طرف علامہ اقبال نے رہنمائی کی اور قائداعظم نے اسی پر چل کر پاکستان کی منزل حاصل کی۔

تحریک پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے ہم مسلک علماء اور مشائخ اہلسنت نے بڑا کردار ادا کیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس اہل سنت و جماعت کی وہ نمائندہ جماعت تھی جس نے اپنی تمام تر توانائی تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے صرف کر دی 1946ء میں منعقد ہونے والی سنی کانفرنس بنارس کا اجلاس تو اس تحریک کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جماعت کے سرپرست امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمتہ اور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ تھے اور اس کے روح رواں صدر الافاضل مولانا علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ تھے۔ ہمارے بعض احباب شکایت کرتے ہیں کہ تاریخی اور نصابی کتابوں میں ملت اسلامیہ کے ان محسنوں کی دینی ملی اور پاکستان کے لیے کی جانے والی خدمات کو ان کے شایان پیش نہیں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کام خود ہمارے کرنے کا تھا یاد رکھیئے جو قوم اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتی اسے دوسروں سے شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ تعالیٰ پاک وہند کے عظیم محدث ساحرالبیان خطیب علمی روحانی اور سیاسی قائد تھے۔ افسوس کہ پاک و ہند میں ان کے شایان شان تعارف نہیں کرایا جا سکا۔ 1988ء میں رضا اکیڈمی لاہور نے مولانا محمد اعظم نورانی کا مقالہ "محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان" شائع کیا اور اس کے بعد ماہنامہ آستانہ کراچی نے دو حصوں پر مشتمل محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نمبر شائع کیا۔ حضرت ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف کچھوچھوی جیلانی مدظلہ العالی نے کراچی لاہور اور پشاور میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اور اب رضا اکیڈمی لاہور کی طرف سے جناب محترم سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کا مقالہ "امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی" شائع کیا جا رہا ہے۔ الحمد للہ! یہ اچھی پیش رفت ہے۔

سید صاحب نے یہ مقالہ ماہنامہ آستانہ کراچی کے لیے لکھا اور محدث اعظم نمبر کے دوسرے حصے میں شائع ہوا قارئین نے اسے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا سید صاحب نے اس پر نظرثانی کی اور کئی مفید اضافے کئے' بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا تھا کہ حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بریلی شریف میں صرف فتویٰ نویسی کی تربیت لی تھی انہیں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ سے اجازت و خلافت حاصل نہیں تھی جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے پیش نظر مقالہ میں مستند حوالوں سے ثابت کیا ہے۔ کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ سے صرف محدث اعظم ہند ہی کو نہیں بلکہ ان کے ماموں اور پیرو مرشد کو بھی نسبت تلمذ اور خلافت حاصل تھی۔ نیز محدث اعظم کے نانا اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اشرفی علیہ الرحمتہ اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کے درمیان بہت گہرے دوستانہ اور محبانہ مراسم تھے۔ سید صاحب نے اپنے مقالہ میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ صرف شاگرد اور خلیفہ ہی نہیں بلکہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کے عقائد و نظریات کے ترجمان اور مضبوط ترین وکیل بھی تھے۔ اسی لئے آپ کے صاحبزادوں نے ماہنامہ المیزان بمبئی کا چھ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل امام احمد رضا نمبر نکالا جس سے زیادہ ضخیم اور وقیع نمبر نہ تو اس سے پہلے شائع ہوا اور نہ ہی بعد میں شائع کیا جا سکا۔

کچھ صاحب مقالہ کے بارے میں:۔

جناب محترم سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہ کا نسبی تعلق بخاری سادات کرام سے ہے۔ آپ کے آباء و اجداد اوچ شریف سے منتقل ہو کر اٹک میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید مسکین شاہ مدظلہ العالی اور جد امجد کا نام سید غلام نبی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سید صاحب 20 فروری 1966ء کو برہان شریف ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی مولانا شوکت حیات اور مولانا سید نور حسین شاہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ پرائمری تک

گورنمنٹ پرائمری سکول کچہ (حسن ابدال) میں پڑھا۔ 1985ء میں گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1993ء سے گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول برہان شریف (اٹک) میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی سے بیعت ہیں۔

سید صاحب راسخ العقیدہ سنی حنفی بریلوی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے ہیں اس کا اندازہ ان کے لکھے ہوئے مقالات کی فہرست سے لگایا جا سکتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی تصانیف اور نعتیہ کلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کا درس دیا ہے جو کہ جان ایمان ہے۔

سید صاحب کو بچپن ہی سے علم و ادب سے لگاؤ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ گھر سے سودا سلف خریدنے کے لیے نکلتے ہیں تو کتابوں کا بنڈل خرید کر گھر آ جاتے ہیں ان کی تنخواہ کا اکثر حصہ کتابوں کی خرید اور خط و کتابت کی نذر ہو جاتا ہے علمی مراکز سے دور ہونے کے باوجود برہان شریف (اٹک) میں ادارہ فروغ افکار رضا اور امام اہل سنت لائبریری قائم کر کے تحقیق و تصنیف اور محبت کی شمع روشن کر رکھی ہے۔ کاش کہ ہمارے اصحاب علم اور ارباب ثروت ان سے سبق سیکھیں اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری ایک درجن مقالات لکھ چکے ہیں اور تقریباً اتنے ہی زیر قلم ہیں۔ آپ بھی ان کے مقالات کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

1- امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔

2- امام احمد رضا محدث بریلوی کی بارگاہ میں طارق سلطانپوری کا خراج عقیدت۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔

3- سلام رضا پر طارق رضا کی تضمین ثانی۔ غیر مطبوعہ۔

4- حدائق بخشش خزینہ اسرار نعت۔ غیر مطبوعہ۔

5- امام احمد رضا محدث بریلوی مخالفین کی نظر میں۔ غیر مطبوعہ۔

6- امام احمد رضا محدث بریلوی کاملین کی نگاہ میں۔ غیر مطبوعہ۔

7- امام احمد رضا محدث بریلوی اور احترام سادات۔ غیر مطبوعہ۔

8- امام احمد رضا کے رفیق خاص علامہ وصی احمد محدث سورتی۔ غیر مطبوعہ۔

9- رضا بزبان طارق رضا۔ غیر مطبوعہ۔

10- اقلیم نعت کا بادشاہ امام احمد رضا۔ غیر مطبوعہ۔

11- امام احمد رضا محدث بریلوی اور انجمن نعمانیہ۔ غیر مطبوعہ۔

12- امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی۔ (پیش نظر مقالہ)

زیر تدوین مقالات:۔

13- تقاریظ امام احمد رضا

14- سلطان باھو، امام احمد رضا اور اقبال

15- پنجاب میں آفتاب بریلی کی ضیاء باریاں

16- پردہ اٹھ گیا

17- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی

18- امام احمد رضا بریلوی، فتنوں کے تعاقب میں

19- سراج الامتہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد رضا محدث بریلوی

20- امام احمد رضا بریلوی کے محبوب صوفیہ

21- امام احمد رضا بارگاہ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں

22- امام احمد رضا بارگاہ غوث اعظم میں

23- امام احمد رضا محدث بریلوی اور قاضی محمد صدر الدین ہزاروی

24- حجتہ الاسلام علامہ حامد رضا اور ان کے خلفاء ____ وغیرہ (یہ معلومات خود سید صاحب نے فراہم کئے)۔

اللہ تعالیٰ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری کے علم و قلم میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ تحقیق و تصنیف کا عمل جاری رکھیں۔ نیز اراکین رضا اکیڈمی لاہور کو آفات و بلیات سے اپنی حفاظت میں رکھے تاکہ فکر رضا کی اشاعت کو آگے بڑھاتے رہیں۔ 13 دسمبر 1996ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقریظ جمیل

از تاجدار معرفت بدر اشرفیت پیر طریقیت امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان جناب ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ'

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیز القدر محترم جناب سید صابر حسین بخاری زید مجدہٗ جدید لکھنے والوں میں بڑے زود نویس ہیں موصوف نے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ اور سید محدث کچھو چھوی علیہ الرحمتہ کے نام سے مقالہ قلم بند فرمایا - ماہنامہ آستانہ محدث اعظم نمبر2 میں شائع ہو چکا ہے۔ جو اپنی افادیت کے باعث قابل مطالعہ ہے - عزیز موصوف کے اس مقالہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسے "مقالات اشرفیہ" میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ رضا اکیڈمی لاہور اسے نہایت اہتمام سے کتابی شکل میں شائع کر رہی ہے یہ ایک نہایت احسن قدم ہے۔

اللہ کریم کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ سید صابر حسین بخاری صاحب کی انمول فکر، بے مثال قلم کو جولانیاں عطا فرمائے اور اکابر اسلام کے احوال ہمیشہ قلم کو موضوع بناتے رہیں۔ آمین

فقط

فقیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمہ آغاز

مرے فکر و نظر کے زاویے دونوں پہ منتج ہیں
مرے عشق و جنوں کے کارواں کے رہنما دونوں
وفا کی دولتیں تقسیم کی دونوں نے دنیا میں
اک اک طوفاں میں ثابت قدم تھے برملا دونوں
(غلام مصطفےٰ مجددی)

دنیائے علم و ادب میں کچھوچھہ شریف اور بریلی شریف کی سرزمین کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ دونوں خطے علم و فضل اور شعروادب میں تو معروف ہی ہیں لیکن فروغ عشق مصطفےٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعتبار سے یہ خطے نہایت ہی ذرخیز ثابت ہوئے ہیں۔ ان دونوں خطوں میں گلستان عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مہکتے ہوئے پھول کھلے کہ بہار آگئی۔

کچھوچھہ شریف اور بریلی شریف کے اکابر علماء و مشائخ ہمیشہ ایک ہی عقیدہ و مسلک کے رہے ہیں۔ دونوں کی اعتقادی، فکری اور روحانی ہم آہنگی سے اہل علم بخوبی آگاہ ہوں گے۔ سادات کچھوچھہ کے گل سرسید حضرت مولانا سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اور کشتہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ بھی "راہ و رسم منزل ہا" ہی کے راہی ثابت ہوئے ہیں۔ دونوں میں گہری فکری اور اعتقادی ہم آہنگی اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ ہمیشہ دونوں آپس میں "شیروشکر" اور "مہرووفا" بن کے رہے۔ راقم یہاں ان دونوں عظیم المرتبت شخصیات کی نسبتوں کی چند بہاریں پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ گر قبول افتدز ہے عزو شرف

شیرو شکر:-

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو خاندان اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے بے انتہا محبت تھی اور صحیح النسب ہونے کی وجہ سے اس خاندان کے ہر فرد کا بہت ہی زیادہ احترام فرماتے تھے۔ پھر شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارھروی علیہ الرحمتہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ کے بعد حضرت آل رسول مارھروی علیہ الرحمتہ نے کسی کو خلافت نہیں دی اور اشرفی میاں علیہ الرحمتہ ان کے خاتم الخلفاء کہلائے۔ گویا آپ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے پیر بھائی بھی ہیں۔ حضرت شاہ آل رسول مارھروی علیہ الرحمتہ سے اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی بیعت و خلافت کا ایمان افروز واقعہ ملاخطہ فرمائیں۔

صحائف اشرفی اور بشیر القاری میں یہ واقعہ ہمیں ملتا ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کو جب اپنے پیرومرشد کی ناسازی طبع کا علم ہوا تو آپ بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت آل رسول مارھروی علیہ الرحمتہ نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ سرکار غوث پاک علیہ الرحمتہ کی امانت میرے پاس ہے جسے اولاد غوث الاعظم علیہ الرحمتہ میں مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو سونپنی ہے۔ اور وہ اس وقت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمتہ کے آستانے پر ہیں۔ آپ سے ان کی ملاقات محراب مسجد میں ہو گی۔ چنانچہ امام اہل سنت مرشد کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور آستانہ محبوب الٰہی پر حاضری دی۔ پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیرومرشد کی نشاندہی کے بموجب اشرفی میاں علیہ الرحمتہ کو محراب مسجد میں پایا اور فی البدیہہ فرمایا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں

اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمتہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت بخشی اور فرمایا کہ جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہنچا دی اور آپ کو نبیسہ غوث الاعظم علیہ الرحمتہ فرمایا۔ (1)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے بھی آپ کے بارے میں اعلان فرما دیا تھا۔

جس نے غوث پاک قدس سرہ کو نہ دیکھا ہو وہ
ہم شکل غوث الاعظم (قدس سرہ) کو دیکھے۔(2)

شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی آپس میں محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بھی ملتے ایک دوسرے کے لیے قیام فرماتے۔ دست بوسی بلکہ قدم بوسی میں سبقت کرتے احترام بین لاکابر کا حسین منظر سامنے ہوتا۔(3)

شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اکثر و بیشتر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے ملاقات کے لئے بریلی شریف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دوسرے کی دست بوسی فرماتے ایک بار حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمتہ بریلی شریف تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے ان کو اپنی مسند پر بھی بٹھایا۔ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمتہ جب ٹرین سے سفر فرماتے اور ٹرین اگر بریلی شریف سے گذرتی ہوئی جاتی تو حضور اشرفی میاں علیہ الرحمتہ ٹرین میں کھڑے ہو جاتے رفقاء پوچھتے حضور کیوں کھڑے ہوئے تو فرماتے قطب الارشاد مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمتہ اپنی مسند پر اس "آل رسول" کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نائب رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا۔(4)

مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔

میرے والد ماجد (شاہ محمد حبیب اللہ قادری علیہ الرحمتہ) فرماتے تھے کہ امام احمد رضا

بریلوی (علیہ الرحمتہ) اور شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمتہ کو بوقت ملاقات ایک دوسرے کی قدم بوسی فرماتے دیکھا۔(5)

حضرت مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمتہ شیخ الحدیث پیر گوٹھ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اعلیٰ حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک نورانی شخصیت اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کی مسند پر رونق افروز ہیں اور خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ دوسری جگہ عقیدت مندوں، شاگردوں کی جگہ ادب و احترام سے تشریف فرما ہیں، یہ منظر دیکھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ یہ کون شخصیت ہے کہ جن کو اعلیٰ حضرت بریلوی (علیہ الرحمتہ) نے اپنی مسند پر بٹھایا ہے۔

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ، نے مجھے فرمایا "انہیں تعظیم دو" یہ حضور غوث الاعظم (قدس سرہ، العزیز) کے نور نظر حضرت سید علی حسین شاہ صاحب عرف اشرفی میاں سجادہ نشین کچھوچھوی شریف (علیہ الرحمتہ) ہیں"(6)

پیر طریقت ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

" اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے مولانا نعیم الدین (مراد آبادی) کو بیعت کر کے اشرفی بنا دیا اور پھر حضرت صدرالافاضل کو سلسلہ چشتیہ قادریہ اشرفیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضرت صدرالافاضل کو خلافت دینا چاہی تو آپ نے پہلے فرمایا کہ میرے شیخ کی خلافت میرے پاس موجود ہے۔ مجھے پھر کسی خلافت کی ضرورت نہیں۔ جب اس واقعہ کا علم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کو ہوا تو فرمایا۔ فرزند اس تبرک کے لئے انکار کیوں کرتے ہو، چنانچہ پھر آپ نے مرشد کامل کے کہنے پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خلافت قبول فرمائی۔ ملخصا"۔(7)

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اپنے جمیع مریدان اور محبان خاندان اشرفیہ کو یوں **نصیحت** فرماتے ہیں۔

1- فرقہ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے۔ اور مولانا احمد رضا

خاں صاحب عالم اہل سنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

2- اس فقیر کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ سے ایک خاص **رابطہ** خصوصیت ہے۔ یعنی حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی رحمتہ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے۔ مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے ان کے فتوے پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں۔ ملخصا" (8)

مولانا محمد صابر نسیم بستوی مدظلہ لکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مولانا علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے۔ میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمتہ کا ہے۔ لہٰذا میرے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف ضرور زیر مطالعہ رکھو۔(9)

مارچ 1925ء کو مراد آباد کی سنی کانفرنس کے موقع پر حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

"سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلاخوف لومتہ لائم اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور قوم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہو کر اپنی اس شان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کر دیا۔ جس کی عظمت کے سامنے اعدائے دین کے کلیجے تھراتے رہے ہیں۔ میرا اشارہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہے۔ جن کے فراق نے میرے بازو کو کمزور کر دیا اور مسلمانوں کو جن کی وفات نے بے کس و ناتوان کر دیا۔(10)

اگرچہ خطیب الامت مولانا سید احمد اشرف جیلانی علیہ الرحمتہ کو اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمتہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور عالم رؤیاء میں سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

آپ کی دستار بندی فرمادی تھی۔ لیکن آپ کا شمار اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے ممتاز خلفاء و تلامذہ میں بھی ہوتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی زندگی میں پچاس خلفاء کی ایک فہرست جاری فرمائی۔ چوتھے نمبر پر آپ کا اسم گرامی یوں درج کیا گیا تھا۔

"جناب مولانا الحاج الشاہ مولوی ابوالمحمود احمد اشرف صاحب' درگاہ شریف کچھوچھا ضلع فیض آباد (وارث سجادہ) عالم فاضل واعظ خوش بیان تلمیند اعلیٰ حضرت حامی سنت" (11)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے ذکر احباب و دعا احباب (مشمولہ الاستمداد علی اجیال الارتداد) میں بھی آپ کا ذکر خیر یوں فرمایا۔

احمد و اشرف حمدو شرف لے
اس سے ذلت پاتے یہ ہیں (12)

مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ نہایت ہی شیریں زبان مترنم سخن اور خوش گلو تھے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ آپ کو خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اپنی روحانی اور نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا اشرفی تقریر فرماتے اور جتنی دیر تقریر فرماتے' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے تھے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمتہ کے وعظ کے دوران مجھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے اور یہ میرے بس سے باہر ہے کہ میں سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے بے ادب رہوں یعنی بیٹھا رہوں۔ مزید فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمتہ صحیح النسب آل رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

مولانا سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمتہ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے بے مثل اور معروف قصیدہ معراجیہ کو بے مثل مترنم عطا فرما دیا تھا۔ عاشق رسول آل رسول اور پھر معراج رسول کا بیان جب ترنم ریز ہوتے تو سامعین پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی پھر آپ قصیدہ معراجیہ کے بہترین شارح بھی تھے۔ امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ اکثر و بیشتر آپ کی زبان سے اپنا قصیدہ معراجیہ سنا کرتے اور محظوظ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا حضرت قصیدہ مبارکہ اپنے سحر آگیں ترنم میں سنا رہے تھے۔ محدث بریلوی علیہ الرحمتہ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور عالم بے خودی میں زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے:۔

"شہزادے نہ ایسا پڑھنے والا پیدا ہو گا نہ ایسا لکھنے والا پیدا ہو گا"۔(14)

مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمتہ نے اپنے صاجزادہ ذی شان کا نام بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے رکھوایا۔ 1333ھ میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضور آپ کے پوتے کی ولادت ہوئی ہے۔ حدیث پاک میں "محمد" نام کی فضیلت آئی یوں اس کا نام "محمد" رکھ دیا ہے۔ حضور کوئی تاریخی نام رکھ دیں اور دعا فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا ان کے نانا جان مختار کون و مکان بھی تو ہیں۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و لہٰذا فقیر اس بچہ کا نام "محمد مختار" رکھتا ہے دیکھئے شاید سن ولادت ہو گیا۔ جب اعداد کا شمار کیا تو پورے 1333ھ ہوئے اور یہی سن ولادت تھا۔ ایک سیکنڈ کے بعد فوراً" اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ الربانی سے اس خاندان کو نسبت ہے۔ اس بناء پر آپ کا نام "احمد اشرف" ہے۔ لہٰذا فقیر "محمد مختار" میں اشرف کا اور اضافہ کرتا ہے۔ اب اس نام میں یہ خوبی پیدا ہو گئی کہ محمد مختار سے سن ہجری نکلے گا اور "محمد مختار اشرف" سے سن عیسوی نکلے گا۔ (1914ء) خدا مبارک کرے۔ علم نافع عمل صالح عطا فرمائے اور آپ کا سچا جانشین بنائے۔ بعد میں جب "محمد مختار اشرف" کے اعداد نکالے گئے تو پورے 1914ء ہی نکلے۔ اور پھر یہی صاجزادے اپنے والد بزرگوار قبلہ مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمتہ کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔(15)

مخدوم سید محمد مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ ہی سے دورہ حدیث مکمل کرکے دستار فضیلت زیب سر کی۔ آپ بھی اپنے والد گرامی مولانا سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمتہ کی طرح امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بہت زیادہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ 1991ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والی امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ کراچی کے موقع پر بطور مہمان خصوصی تشریف لاکر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

"کوئے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے جاروب کش درگاہ غوثیہ کے سگ مستانہ عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل روشن کرنے والے اور محبت و عقیدت غوثیہ کی تحریک کے مجدد امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمتہ اس صدی کے وہ متبحر عالم و فقیہہ ہیں کہ جن کی فقاہت کے سامنے برصغیر کے دانشوران و علماء منصف حیرت میں ہیں۔ بلکہ فخر بھی محسوس کرتے ہیں وہ علوم قدیمہ **دینیہ** کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ کے بھی ایک ماہر عالم تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مذہبی، ملی، فکری اور سیاسی طور پر بیدار کرنے اور اللہ والوں کے سپاہی اور مجاہدین بنانے کے لیے زندگی بھر جہاد لسانی و قلمی کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی فکر، علمی اور دینی دولت سے ہم سب کو متمتع فرمائے۔(16)امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح ان کی اولاد سے بھی آپ بے انتہا لگاؤ رکھتے تھے۔ چنانچہ 1991ء میں جب آپ کراچی تشریف لائے تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کے نائب سیکریٹری مولانا اقبال اختر القادری نے جب اپنے پیرو مرشد علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف سے متعلق خیرت دریافت کی تو بڑی محبت سے ارشاد فرمایا:۔

"حضور قبلہ ازہری میاں بالکل خیریت سے ہیں اعلیٰ حضرت کی طرح وہ ہمارے لئے لائق احترام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے"۔(17)

علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ اپنے ایک مضمون میں سادات اشرفیہ سے خانوادۂ رضویہ کی عقیدت و محبت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

ایک بار حضرت حجتہ الاسلام (علیہ الرحمتہ) جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں (علیہ الرحمتہ) نے خلاف و اجازت سے بھی نوازا تھا' ان کا کچھو چھہ شریف جانا ہوا' آپ کے لیے سادات اشرفیہ نے آرام و سکون کے لیے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لیے حضرت صاحبزادہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی گجراتی (علیہ الرحمتہ) جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے' فرماتے ہیں "حضرت صاحبزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی" صاحبزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سا لباس تھا جب وہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب (علیہ الرحمتہ) کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے ہیں' آپ سے خدمت لینا درست نہیں' حالانکہ تعارف نہیں' کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیاز مندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں' ذریت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ نسبت سادات کا یہ لحاظ' خاندانی رضویہ کے رگ ریشے میں سرایت کرچکا تھا وہ سادات کی قربت خوشبو سے ہی محسوس فرمالیتے۔

چنانچہ جب حضرت مفتی اعظم ہند (علیہ الرحمتہ) مرض الموت میں مبتلا تھے' معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آرہی ہے! سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں' آپ شاہزادے ہیں آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کا جنازہ پڑھنے کے لیے حاضر ہیں' حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں کہ آواز آئی کچھو چھہ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت پیر سید مختار

اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں لاکھوں سینوں، بریلویوں، اشرفیوں، چشتیوں، قادریوں، سہروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی جن میں ہزارہا مشائخ، عظام، علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مہر لگا دی نیز اس طرح حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ جن کی کرامات کا شہرہ تھا آخری آرزو بھی کرامت بن کر ظہور پذیر ہوئی۔"
(18)

اس میں شک نہیں کہ سید محمد محدث ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اپنے ماموں مولانا سید احمد اشرف الاشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان ہی کے داماد بھی تھے۔ لیکن جس طرح مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمتہ کو اپنے والد گرامی شیخ المشائخ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمتہ سے بیعت و خلافت ہوتے ہوئے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بھی بیعت و خلافت حاصل تھی۔ جس طرح قبلہ شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمتہ نے اپنے خلیفہ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے بھی خلافت قبول کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمتہ کے لاڈے بھانجے اور مرید و خلیفہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ اہل سنت کی ممتاز شخصیات نے آپ کو خلیفہ اعلیٰ حضرت ہی لکھا ہے۔ مثلاً" مولانا شاہ مانا میاں قادری، علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا محمد جلال الدین قادری، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محمد صادق قصوری اور پروفیسر مجید اللہ قادری نے اپنی نگارشات میں آپ کا شمار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے مشاہیر خلفاء میں کیا ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔(19)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی اپنے اکابرین کی طرح "نسب رضا" کا ہمیشہ خیال رکھا ہے۔ ضلع سرلاہی نیپال میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ تشریف فرما ہیں۔ ارادتمندوں کا ہجوم ہے لوگ مرید ہونے کے لیے آ

رہے ہیں مگر آپ اپنے اراد تمندوں کو نبیرہ اکبر امام احمد رضا صاحبزادہ اکبر حجتہ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں مرید ہونے کے لیے بھیج رہے ہیں۔ خاندان اشرفیہ کا ہر فرد ہی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کو عقیدت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ بدر اشرفیت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ ایک سوال کے جواب میں واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"بریلی عاشق حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے اھل سنت کا مرکز بنا، دیوبند گستاخی رسول صلی اللہ و آلہ وسلم کی وجہ سے گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا مرکز بنا۔ بریلی سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا جاتا ہے اور دیو بند سے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس ملتا ہے۔ ملخصا" (20)

گلستان اشرفیہ کے گل سرسید مولانا محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نہ صرف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے شاگرد و خلیفہ تھے بلکہ آپ کے عقائد و نظریات کے بھی سچے ترجمان ثابت ہوئے ہیں۔ پھر فطرتی طور پر بھی دونوں کی آپس میں فکری، اعتقادی ہم آہنگی اور گہری مماثلت کی مزید ایمان افروز اور وجد آفرین جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔ چل مرے خامہ بسم اللہ۔

بشارت عظمیٰ:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمتہ نے آپ کی پیدائش سے قبل ایک عجیب خواب دیکھا جس سے آپکی مسرت و خوشی کی انتہاء نہ رہی اور اس کا سرور دل مسرور کرتا رہا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے دادا جان مولانا رضا خان علیہ الرحمتہ سے وہ خواب بیان کیا۔ جس کی تعبیر میں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ "خواب مبارک" ہے۔ بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمھاری پشت سے ایک ایسا فرزند صالح و سعید پیدا

کرے گا۔ جو علوم کے دریا بہادے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی۔(21)اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی پیدائش سے قبل آپ کے نانا جان اعلیٰ حضرت شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمتہ مراقب ہو گئے۔ بعد فراغت مراقبہ یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقہ میں ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جس پر میں دین و دنیا میں فخر کروں گا۔(22)

والدین کریمین :۔

دونوں کے والدین عالم فاضل اور عارف و کامل تھے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اپنے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمتہ کی گوناگوں صفات کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:۔

"بحمد اللہ! "منصب شریف علم کا پایہ ذروہ علیا کو پہنچایا

راست می گویم ویزداں نہ پسند و جز راست

کہ جو دقت انظار و حدت افکار و فہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل و علیٰ نے انہیں عطا فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علوہمت و کرم و مروت و صدقات خفیہ و مبرات جلیہ و بلندی اقبال و دبدبہ جلال و موالات فقراء وامر دینی میں عدم مبالات باغنیاء حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت و غیرذلک فضائل جلیلہ و فضائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔"(23)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے والد ماجد حکیم الاسلام مولانا حکیم سید نذر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ کے بارے میں الحاج ڈاکٹر شاہ سید محمد مظاہر اشرف اشرفی مدظلہ یوں رقم طراز ہیں:۔

"یہ علم دین علم حکمت اور علم روحانی میں اپنا مقام رکھتے تھے علم دین خصوصاً" زبان عربی و فارسی کے ماہر تھے۔ چشم دید تبصرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ان کے علم و فضل کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی عالم دین تقریر کرنے بیٹھا اور ابھی اس نے آیت کلام اللہ پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کرنی شروع کی اور اس سلسلے میں کوئی حدیث بیان کرنا چاہی ادھر حکیم سید نذر اشرف صاحب نے فوراً" وہ حدیث پڑھ کر اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو بتا دی کہ فلاں حدیث پڑھے گا اور واقعی مقرر یا خطیب وہ ہی حدیث شریف بیان کرتا تھا۔ دقیق سے دقیق عربی و فارسی اشعار کے سہل زبان میں ترجمہ کرنے میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔"(24)

ولادت:۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ شہر بریلی شریف میں 10 شوال المعظم 1272ھ مطابق 14 جون 1856ء بروز شنبہ وقت۔ظہر عالم ہستی میں جلوہ گر ہوئے۔ جبکہ سید محمد محدث کچھوچھو ی علیہ الرحمتہ کی ولادت 15 ذیقعد 1311ھ مطابق 1894ء چہار شنبہ قبل از نماز فجر موضع جائس ضلع رائے پور بریلی میں ہوئی۔(25)

اسمائے گرامی:۔

احادیث میں "محمد" نام رکھنے کے بہت زیادہ فضائل آئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام "محمد یا احمد" رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے تمھارا کیا نقصان ہے کہ تمھارے گھروں میں دو یا تین "محمد" ہوں۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے نام پاک پر نام رکھو۔ (26)ان ہی فضائل کو مد نظر رکھتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے والد

گرامی نے آپ کا پیدائشی اسم گرامی "محمد" رکھا۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے نانا جان نے بھی آپ کا پیدائشی نام "محمد" ہی رکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اب ایک "محمد" اعلیٰ حضرت اور دوسرے "محمد" محدث اعظم کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ (27)

تعلیم و تربیت:۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ بچپن میں ہی بہت ذہین تھے۔ چار پانچ سال کی عمر شریف میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمالیا۔ بعد ازاں ابتدائی تعلیم مولانا مرزا غلام قادر بیگ، علیہ الرحمتہ سے پائی۔ اکثر علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمتہ سے حاصل کئے۔ بعض علوم کی تکمیل شاہ ابوالحسین نوری مارہروی علیہ الرحمتہ مرشد گرامی شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمتہ مولانا عبدالعلی رام پوری سے کی بعض علوم میں آپ نے ذاتی مطالعہ اور غور و فکر سے کمال پیدا کیا۔ خصوصاً علم ریاضی اور علم جفرو نجوم ہیئت میں ذاتی مطالعہ سے کامل دسترس حاصل کی۔ تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر شریف میں اپنے والد گرامی کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔(28)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز بھی گھر سے ہوا۔ صرف پانچ سال کی عمر شریف میں آپ نے بھی اپنی والدہ ماجدہ سے ناظرہ قرآن پاک ختم فرمالیا۔ پھر اپنے نانا جان کے قائم کردہ مدرسہ میں داخل ہوئے اور نہایت عمدگی سے خوش خطی سیکھی۔ ریاضی اور اردو وغیرہ کے اسباق ختم فرمائے۔ درجہ دوئم کے بعد اپنے والد گرامی قبلہ سید نذر اشرفی علیہ الرحمتہ سے فارسی کی تمام کتب پڑھیں۔ پھر مدرسہ نظامیہ فرنگی لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے مولوی اور مولانا کی اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں استاذ العلماء مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی علیہ الرحمتہ کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ مفتی صاحب نے جو سند عطا فرمائی اس میں آپ کو "علامہ" کے لقب سے نوازا علی گڑھ سے آپ پیلی

بھیت شریف میں استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ یہاں آپ نے صحاح ستہ کے علاوہ موطا و معانی الاثار وغیرہ سبقا" سبقا" پڑھیں اور سند حاصل فرمائی۔ (29)

بریلی شریف کی طرف محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی کشش:۔

زمانۂ طالب علمی میں پیلی بھیت شریف میں سید محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اپنے استاذ الحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کو بارہا دفعہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے دیکھا تو آپ نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیرو مرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں نے پیرو مرشد مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی علیہ الرحمتہ سے بیعت کی تھی۔ بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا۔ مگر جب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی۔ اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی ہے۔ جس نے حقیقی ایمان بخشا اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے پھر عرض کیا کہ علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں؟ فرمایا ہرگز نہیں پھر فرمایا شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے۔ سنیئے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں، کہ مَیں سالہا سال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔ (30) استاذ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے اسی قسم کے ارشادات نے محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بریلی شریف کی طرف کھینچا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی حاضری کا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

"ایک روز حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ

تشریف لائے ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی علیہ الرحمتہ اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں۔ حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں ارشاد ہوا۔ ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں ردوہابیہ اور افتائیہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا صدقہ و عطیہ ہے"۔(31)

خاندان اشرفیہ کے اکابرین نے علوم عقلیہ و **نقلیہ** کی تکمیل کے بعد جب محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو علوم و فنون کے ہمالہ یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے حوالے کیا تو حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے انتہائی قریب رہ کر تقریباً" دو سال میں بہت کچھ حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی سادات کرام سے عقیدت و محبت محتاج بیان نہیں بلکہ ضرب المثل ہے۔ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی گلستان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مہکتے ہوئے پھول تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ آپ کا بے حد احترام و اکرام فرماتے تھے۔ ایک شاگرد کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک استاد مناسب تادیبی کاروائی کے لیے ہاتھ اور زبان دونوں استعمال کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ شرعاً" اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا بلکہ خداوند کریم اپنے رحم و کرم سے اسے نوازے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اپنے مدرسہ میں آپ کو بہت عزت و احترام سے رکھا۔ آپ بھی آل رسول ہونے کے ناطے رضوی خاندان سے بہت قریب رہے۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے کبھی بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے سامنے اپنی سید زادگی کا رعب جمایا نہ اس پر فخر کیا بلکہ ایک شاگرد رشید کی طرح کسب فیض حاصل کرتے رہے۔ (32)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کا جو مطالعہ کیا اس کا اظہار آپ کی متعدد تصنیفات میں بھی ملتا ہے۔ لیکن

ناگپور میں شوال المکرم 1379ھ کے جشن ولادت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے موقع پر صدارتی خطبہ کے ذریعہ جو تحقیقی اور مشاہداتی مقالہ آپ نے پیش فرمایا وہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی تحریک تجدید و احیاء دین پر سب سے زیادہ مکمل مبسوط اور گراں قدر مضمون ہے۔ یہ تاریخی مقالہ ماہنامہ تجلیات ناگپور 1966ء ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر اور انوار رضا کی زینت بن چکا ہے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد صابر نسیم بستوی نے اپنی کتاب "اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ" میں اور قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم نے "مقالات یوم رضا" میں بھی شامل کیا ہے۔ اس تاریخی مقالے کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں جن میں استاد اور شاگرد کے رشتے کی تقدس آفریں خوشبو پائی جاتی ہے۔

"آج میں آپ کو جگ بیتی بلکہ آپ بیتی سنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربّیوں نے کارنتہاء کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے حوالے کیا زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہو گئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک دریائے علم کے ساحل کو پالیا ہے۔ علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ وپے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر نفس کا تزکیہ فرما دینا یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صادر ہوتی رہتی تھی۔"(33)

اسی خطبے میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"تیرہویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلامی میں اس کو حق و صداقت کا منارہ نور سمجھا جانے لگا۔ میری طرح سے سارے حل و حرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پا سکا۔"(34)

ایک تیسری جگہ فرماتے ہیں۔

"میں اس سرکار میں کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنا دیا گیا تھا۔ اپنا جواب اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمتہ کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہو گا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا مسکرا کر فرمایا کہ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں یہ تو آپ کے جدامجد سرکار غوثیت علیہ الرحمتہ کا فضل و کرم ہے۔ اور کچھ نہیں یہ جواب مجھ ننگ خاندان کے لئے تازیانہ عبرت بھی تھا کہ لوٹنے والے لوٹ کر خزانہ والے ہو گئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشہ میں پڑا رہا اور یہ جواب اس کا بھی نشان دیتا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں کیا ہو کر اپنے کو کیا کہتے ہیں۔ یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا اور ہر مرتبہ میں ایسا ہو گیا کہ میرے وجود کے سارے کل پرزے معطل ہو گئے ہیں۔"(35)

ایک چوتھی جگہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے انداز تربیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"ذرا انداز تربیت دیکھئے کہ کار افتاء کے لئے جب بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں۔ جمعہ کا دن آیا تو میں مسجد میں سب سے پہلی صف میں تھا۔ نماز ہو گئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں۔ میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ خود کھڑے ہو گئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا اس سے زیادہ کا ارادہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنت و نوافل ادا فرمانے لگے مسجد کے ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا اور بڑی حیرت سے دیکھا میں نے بازار اور کتب خانہ کی سیر کو طے کر رکھا تھا۔ شام کو جب چلا تو شہامت گنج کی موڑ پر پہلے پان کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آئیے اور مجھ کو جواب دینا پڑے اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہو گیا سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا۔ وہ دن ہے اور

آج کا دن ہے کہ بریلی کا ذکر نہیں کلکتہ، بمبئی، مدراس میں بھی پاپیادہ نہیں بلکہ موٹر میں بیٹھ کر بھی سیر بازار کے لیے نہیں نکلا۔ سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لیے ختم فرما دیا۔"(36)

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی حیرت انگیز عقیدت کا چشم دید واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"دوسرے دن کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ پلنگ سے اٹھ پڑے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے۔ لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت علیہ الرحمتہ کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جدامجد کا صدقہ ہے۔ وہ مجھے خاموش کر دینے کے لیے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے ہاتھ میں چوں قلم دردست کاتب تھے۔ جس طرح غوث پاک علیہ الرحمتہ سرکار دو عالم محمد رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم دردست کاتب تھے۔ اور کون نہیں جانتا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ایسے تھے کہ قرآن کریم نے فرما دیا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھوالاوحی یوحیٰ۔(37)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اس تاریخی خطبہ میں اپنے ممدوح

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو عظیم الشان القابات و خطابات سے نوازا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے ملاخطہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ ______ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سچا نائب ______ علم کا جبل شامخ ______ عمل صالح کا اسوہ حسنہ ______ معقولات میں بحر ذخار ______ منقولات میں دریائے ناپید اکنار ______ اہلسنت کا امام واجب الاحترام ______ اس صدی کا باجماع عرب و عجم مجدد ______ تصدیق حق میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرتو ______ باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مظہر ______ رحم و کرم میں ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی تصویر ______ باطل شکنی میں حیدری شمشیر ______ دولت فقہ و درایت میں امیرالمومنین ______ سلطنت قرآن و حدیث کا مسلم الثبوت وزیرالمجتہدین ______ اعلیٰ حضرت علی الاطلاق امام اہلسنت فی الافاق ______ مجددمائتہ حاضرہ ______ موید ملت طاہرہ ______ اعلم العلماء عند العلماء ______ قطب الارشاد علی لسان الاولیاء ______ فانی فی اللہ والباقی باللہ ______ عاشق کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ______ مولانا شاہ احمد رضا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔(38)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی عرس رضوی بریلی شریف میں ہر سال حاضر ہوتے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی قائم کردہ "جماعت رضائے مصطفےٰ" کے تاحیات صدر رہے۔ (39)اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بڑے صاجزادگان کا بھی بہت زیادہ احترام فرماتے تھے۔ بنارس سنی کانفرنس میں اعلی حضرت علیہ الرحمتہ کے بڑے صاجزادے کو یوں یاد فرمایا۔

"حضرت بابرکت شیخ الانام حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ ______ عالم ربانی و عارف باللہ۔ (40)

پیرو مرشد کا فخر و ناز:۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ جب حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی فرمانے لگے آیئے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں پھر آپ کو مرید کیا اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا فرما دی۔ اس سے دیگر حاضرین اور مریدین کو رشک ہوا۔ عرض کی حضور اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا اے لوگو! تم (احمد رضا علیہ الرحمتہ) کو کیا جانو یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول (علیہ الرحمتہ) تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا (علیہ الرحمتہ) کو پیش کردوں گا اور فرمایا کہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں۔ اوروں کو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بالکل تیار آئے تھے۔ انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔(41)

اس طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے نانا جان شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید محمد علی حسین شاہ اشرفی علیہ الرحمتہ نے ایک دفعہ علماء و مشائخ اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہاں میری اسی (80) برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر میری نگاہ سے کریں تو ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی۔ یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جس پر مجھ کو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہو گا۔ جس کو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لئے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں۔ میرا اشارہ پہلے اپنے لخت جگر و نور العین مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمتہ پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابوالمحامد سید محمد اشرف جیلانی علیہ الرحمتہ کی طرف ہے۔(42)

طرز ادا میں مماثلت:۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے درج ذیل فارسی قطعہ میں اپنی مکمل سوانح عمری کی سچی تصویر پیش فرمادی ہے۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
زمرا گوش بمدے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولے کہ نگنجد در وی
جز من وچند کتابے و دوات و قلمے(43)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی اسی قطعہ کا اردو میں منظوم ترجمہ فرما کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے اور اپنی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے قطعہ ملاحظہ ہو:۔

نہ ستائش کی تمنّا نہ مجھے خطرۂ ذم
نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم
میں ہوں اس گوشہ تنہائی کا رہنے والا
کہ جہاں چند کتابیں ہیں دوات اور قلم(44)

نعت گوئی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ دنیائے نعت میں اقلیم نعت کے بادشاہ ثابت ہوئے ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری پر درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ آپ کی نعت گوئی کے بارے میں حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

"کتنی عجب بات ہے کہ ایسے امام الوقت مسند العصر کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم بیس گھنٹے میں صرف علم دین سے واسطہ ہو جس کے ایوان علم میں اپنے ساتھ قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو جو عرب و عجم کا رہنما ہو اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے کسی سے شعر سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے۔ اگر اعلیٰ حضرت (علیہ ارحمتہ) کے قدم اس کو نہ نوازیں۔"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ جس رشک جناں سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت (علیہ ارحمتہ) کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ خود مست ہے اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت (علیہ ارحمتہ) کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطۂ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں تو سب نے کہا اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔ اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سر آمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیئے اور ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔ (45) اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ السلام نے کبھی بھی اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھا اور نہ ہی اسے پسند کیا گیا کہ لوگ انہیں شاعر سمجھیں۔ خود فرماتے ہیں۔

رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے
ہمیشہ صحبت ارباب شعر سے ہوں نفور

نہ اپنے کاموں سے تضیع وقت کی فرصت
نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
رہی وبال سے اس کے مجھے سبکدوشی
کہ ویسے ہی ہے گراں سر پہ بار جرم وقصور
جبین طبع ہے ناسودہ داغ شاگردی
غبار منت اصلاح سے ہے دامن دور
مگر جو ہاتف غیبی مجھے بتاتا ہے
زباں تک اسے لاتا ہوں میں بمدح حضور

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرع کا البتہ ہے جذبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکم مولیٰ کے خلاف
لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو (46)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی عالم نبیل مفسر جلیل اور محدث بے بدل ہونے کے علاوہ ممتاز نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام "فرش پر عرش" حلقہ اشرفیہ پاکستان کے زیر اہتمام دوسری مرتبہ چھپ چکا ہے۔ آپ کی نعت گوئی پر کوئی کام نہیں ہو سکا۔ مولانا محمد یونس نظامی الہٰ آبادی آپ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "آپ کے کلام میں سادگی روانی قوافی کی تلاش اشعارہ و کنایات تشبیہ و تمثیل ومحاکات فصاحت و بلاغت روزمرہ وسہل ممتنع و تلمیح و توجیہہ مبالغہ و مغالطہ لوزان و تقطیع سبھی کچھ موجود ہے۔ اس کو دنیا اس وقت محسوس کرے گی جبکہ شعریت کا کوئی ریسرچ کرنے والے اس بارے میں کبھی اپنا مفصل بیان دے گا آپ کے کلام میں شرینی ولذت جذب و اثر کی فراوانی ہے ہر شعر میں ایک نیا لطف ہے۔"(47)

امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ السلام کی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی شاعری کے دعوے سے گریزاں ہیں۔ اپنے مجموعہ کلام "فرش پر

ش" کے آغاز میں تواضع و انکساری کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔
چ جانئے کہ مجھے اس بات کا وہم بھی نہ تھا کہ میرا کلام منظوم مستحق طباعت و
اعت ہے نہ میں شاعر ہوں نہ عروض و قوافی و اوزانوں کا ماہر ہوں نہ کبھی شعر کو
عر کہنے کے لیے اتفاق ہوا نہ میرے مشاغل میں شاعری کی گنجائش ہے۔(48)
بد محمد محدث کچھوچھوی علیہ ارحمتہ "کلام رضا" سے بہت ہی متاثر نظر آتے
ں۔ یہ حقیقت دونوں عشاق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نعتیہ کلام کے
ھنے کے بعد واضح ہو جاتی ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی زمینوں میں
ی نعتیں لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مثلاً" اعلیٰ حضرت علیہ ارحمتہ کی ایک
بان افروز نعت جس کا مطلع ہے۔

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ

ر مقطع ہے۔

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

ں نعت کی زمین میں بہت سے شعراء کرام نے طبع ازمائی کی ہے۔ محدث
کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی نہایت ذوق و شوق کی کیفیتوں میں ڈوب کر
قیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے ہیں اس پر تضمین کے چند اشعار ملاحظہ
وں۔

پرسش اعمال میں، مہمان داری واہ واہ
باریابی اپنی پھر دیدار باری واہ واہ
بھر گئی جنت گنہگاروں سے ساری واہ واہ
"کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ"
پنجۂ قدرت ہے ہر انگشت بھر بحر و بر
جب پھریں سورج پھرا اٹھیں تو دو ٹکڑے قمر

جھک رہا ہے ان کے آگے ابر نیساں کا بھی سر
"انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ"
اک شب معراج کیا ہر روز و شب خود ہے گواہ
تک رہے ہیں رات دن ارض و سما ان کی ہی راہ
روز اول سے طریقہ ہے یہی شام و پگاہ
"نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہو ملہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ وا"
بخشے جاتے ہیں گنہ صدقے میں ان کے نام کے
کام آتے ہیں یہی ہر بیکس و ناکام کے
خاص رتبے ہو گئے ان کو بدولت عام کے
"صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ"
ایسے کوچہ میں جہاں کی موت ہے رشک بقا
جس کے کتوں پر کریں عشاق جان و دل فدا
تجھ سے اے سید یہ فرماتے ہیں مولانا رضا
"پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں تیرا
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ"

امام نعت گویاں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی نعت حضوری کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اور مقطع کچھ اس طرح ہے :-

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی
ع میں اسی لئے اور اسی زمین وردیف میں نہایت ہی خوب نعت کہی ہے۔ پڑھئے
سر دھنیے :-

جانب مرغ زار پھرتے ہیں
دن ترے اے ہزار پھرتے ہیں
جب وہ جان بہار پھرتے ہیں
گرد خود لالہ زار پھرتے ہیں
سر بکف جاں نثار پھرتے ہیں
جب وہ بہر شکار پھرتے ہیں
آج منصور وار پھرتے ہیں
یعنی ہم بہر دار پھرتے ہیں
ان کی انگلی کے اک اشارے پر
دور لیل و نہار پھرتے ہیں
رخ کو اس در سے پھرنے والے
اشتر بے مہار پھرتے ہیں
ان کے دیوانے ہیں فرشتہ کار
کیسا گرد مزار پھرتے ہیں
شب اسری گواہ ہے کیسے
جا کے سرحد کے پار پھرتے ہیں
لاکھوں آتے ہیں در پہ رنجیدہ
خوش ہزاروں ہزار پھرتے ہیں
لاکھوں آتے ہیں در پہ رنجیدہ
خوش ہزاروں ہزار پھرتے ہیں
دیکھیں دن ہجر یار کے کس دن
میرے پروردگار پھرتے ہیں

آج سید کہیں کے نظارے
آنکھ میں بار بار پھرتے ہیں

دونوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاعری کا مرکزی محور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے دونوں کی نعت گوئی میں کافی مماثلت مناسبت پائی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے کلام میں جگہ جگہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بلکہ خاک طیبہ خار مدینہ سگ کوچہ مدینہ کا ذکر بھی ملتا ہے یہاں چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل! ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جاچشم وسر کی ہے!
مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور پاک خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا
صرصر دشت مدینہ کا مگر آیا خیال
رشک گلشن جو بنا غنچہ دل وا ہوکر

محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا دل بھی "یاد مدینہ" سے معمور نظر آتا ہے مدینہ منور کی یاد میں آپ بھی یوں زمزمہ سنج ہوتے ہیں۔

ہاں مدینے میں بلالے اب خبر بھر خدالے
کوئی کیوں کر دل سنبھالے اک نظراو تاج والے
مدینہ کو سب کچھ دیئے جا رہا ہوں
بہار مدینہ لئے جا رہا ہوں
چٹکیاں لے رہا ہے سینے میں
درد پایا تھا جو مدینہ میں

انکو لانا ہے تو ایسا کیجئے
کعبہ دل کو مدینہ کیجئے
مدینہ مجھ سے چھوٹا تھا نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا
رچی ہے میری رگ رگ میں تجلی ماہ طیبہ کی

شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ یوں فرماتے ہیں۔

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش ملی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

اسی مضمون کو محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

اے شفاعت کے دھنی لاکھ جہنم بھڑکے
آپ کے ہوتے ہوئے آنے لگی کیوں کر آنچ

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کو دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلی بار حج کے بعد مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک عظیم الشان نعت شریف پیش فرمائی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوا دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضا دیکھو

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی تقریباً پانچ مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے جذبات کی عکاسی یوں فرمائی۔

حاجیو آؤ چلیں احمد مختار کے پاس
شافع روز جزا اپنے مدد گار کے پاس
حج اگر حج ہے تو پھر تکملہ حج کیلئے
آؤ کعبہ سے چلیں کعبہ کی سرکار کے پاس
چل پڑو زمزم وکوثر کا جہاں ہے چشمہ
رحمت خاص کے اس مجمع الانہار کے پاس
اور کس ہاتھ سے ملتی ہے سیادت سید
ساری سرداری ہے سرداروں کے سردار کے پاس

عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امام احمد رضا علیہ الرحمتہ اپنی دلی خواہش کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

دربدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے۔

اسی خواہش کا اظہار مولانا عرفان علی صاحب علیہ الرحمۃ کے نام ایک خط میں بھی یوں فرمایا۔

"وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو"(49)

عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ بھی بالکل اسی طرح کی خواہش کا اظہار فرماتے ہیں۔

موت آئے تو درپاک نبی ﷺ پر سید
ورنہ تھوڑی سی زمین ہو شہ سمنان کے قریب
مجھے ہے ناز مری بندگی کی ہے معراج
کہ ان کے کوچہ میں ہوں خاک رہ گزر کی طرح

اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کوئے حبیب ﷺ کے مقدس کانٹوں کو دنیا کے گلزاروں سے بھی اعلی و افضل سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار ، رتے ہیں
اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بھی شہر محبوب ﷺ کے مقدس کانٹوں سے از حد محبت تھی فرماتے ہیں :۔

باغ رضواں دیکھئے گلزار جنت دیکھئے
دیکھئے خار مدینہ کی نزاکت دیکھئے (50)

حجاز مقدس کے کانٹوں سے آپ کی عقیدت و محبت کا ایک ایمان افروز واقعہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہ قصوری قادری مدظلہ کی زبانی سنیئے :۔

"دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر آپ (حضرت کچھوچھوی) کے پاؤں دبا رہا تھا ، تو تکلیف محسوس کی اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے میں نے عرض کی حضرت کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کہ اس پاؤں میں مدینہ شریف کی سرزمین کا کانٹا چبھ گیا تھا ، اس کو میں نے نکالا نہیں ، یہ کانٹا اسی طرح پاؤں میں ہے ، پاؤں پر پٹی بندھی رہتی ، اس عاشق رسول نے کانٹا نکالا نہیں آخر وقت تک یہ کانٹا مرقد پاک میں جسم سید علیہ الرحمتہ کے ساتھ گیا" (51)

انعامات نعت :۔

دونوں عاشقان رسول ﷺ کی نعت گوئی کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مقبولیت حاصل ہے۔ دونوں نعت گوئی کے صلہ میں اپنی زندگی میں ہی زیارت مصطفےٰ ﷺ سے مشرف ہو چکے ہیں۔

علامہ بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔

" اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمتہ نے جب دوسری مرتبہ زیارت نبی ﷺ کے لئے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوق دیدار میں مواجہہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے یقین تھا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوۃ والسلام ضرور عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ شرف زیارت حاصل ہوگا۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو آپ نے ایک نعت شریف کہی جس کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت شریف مواجہہ اقدس (علیہ صاحبہا صلوۃ وسلاما") میں عرض کرکے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سلما کثیرا" کثیرا" کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور زیارت مقدس کی اس خصوصی دولت کبریٰ و نعمت و عظمیٰ سے شرف یاب ہوئے (52)اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کو بھی مواجہہ اقدس ہی کے سامنے ایک نعت شریف پڑھنے پر جان جہاں سید الوریٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ علامہ محمد محبوب اشرفی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور روایت فرماتے ہیں۔

"گذشتہ سال دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں تشریف تھے تو حضرت (محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ) کی موجودگی میں دارالعلوم کے ایک طالب علم نے جلسہ میں حضرت کی وہ نعت شریف پڑھی جس کا مطلع یہ ہے۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَانَا بَشِیْرًا
سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَانَا نَصِیْرًا
اَغَاثَ ضَعِیْفًا وَّاشْفٰی مَرِیْضًا
اَعَانَ یَتِیْمًا وَّاَغْنٰی فَقِیْرًا

جلسہ میں مولانا مشتاق نظامی صاحب اور مولانا ابوالوفا صاحب فصیحی حضرت کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے میں بھی حضرت کے پس پشت حاضر تھا حضرت نے مولانا موصوف کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ نعت شریف مدینہ طیبہ کی حاضری میں خاص

موجہ اقدس میں کہی اور عرض کی تھی اس کے صلہ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا کرم فرمایا کہ پانچ مرتبہ جمال پاک کی زیارت سے مجھ کو مشرف فرمایا۔(53)

ترجمہ قرآن پاک:۔

قرآن کریم کے اردو تراجمہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کا ترجمہ کنزالایمان بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کئی لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے محاسن پر بھی درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ لطف تو یہ ہے کہ یہ ترجمہ انتہائی عدیم الفرصتی میں لکھا گیا ہے۔

علامہ بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمتہ اس کے شان نزول کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمتہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی ۔ آپ نے وعدہ فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں چنانچہ صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ فی البدیہہ بر جستہ زبانی بولتے جاتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ لکھتے رہے۔" ملخصاً"(54)

کنز الایمان کے بارے میں حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ ہی کا منصفانہ فیصلہ سنیئے۔

"علم قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت علیہ

الرحمتہ کے اس اردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں
میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی
زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں۔ اور
جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا
لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا جو بظاہر محض ترجمہ
ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو
زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت
صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین علیہ
الرحمتہ نے حاشیہ پر لکھی ہے، وہ فرماتے تھے کہ
دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ
الرحمتہ کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی
تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی
رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل
ہی نکلا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ خود شیخ سعدی علیہ
الرحمتہ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے، لیکن
اگر حضرت سعدی علیہ الرحمتہ اردو زبان کے اس
ترجمہ کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شے
دیگر است و علم القرآن شے دیگر۔" (55)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی قرآن کا ترجمہ کرنے کا شرف کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے ترجمہ کو عام کرنے کی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کے محاسن کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی عدیم الفرصتی ہی میں قرآن کریم کا ترجمہ "معارف القرآن" مکمل فرمایا ہے۔ علامہ سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی مدظلہ اس کے شان نزول میں یوں رطب اللسان ہیں:-

"قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کی

ضرورت کو سید محمد محدث علیہ الرحمتہ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا اور دینی، تبلیغی مصروفیتوں کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کا قصد فرمالیا، ترجمہ فرمانے کا کیا نرالا انداز تھا۔ تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند و معتمد علیہ تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جوان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ بولتے جارہے ہیں، وہ لکھتا جارہا ہے۔ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی پر سفر کر رہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں 6 ذی الحجہ 1366ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔" (56)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے اس بامحاورہ اور شستہ ترجمے کے ابتدائی حصے جب اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی نظر سے گزرے تو بے ساختہ فرمایا:۔

"شہزادے! اردو میں قرآن لکھ رہے ہو۔" (57)

محدث کچھو چھوی علیہ الرحمتہ نے ترجمہ فرماتے وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا ترجمہ سامنے رکھا اور پھر "کنز الایمان" کی ساری معنوی خوبیوں کو نہایت ہی احسن طریقے سے "معارف القرآن" میں سمو دیا۔ اگر بنظر غائر ان دونوں ترجموں کا مطالعہ کیا جائے تو دونوں میں کافی مماثلت محسوس کی جائے گی۔ یہاں دونوں تراجم کے چند مقامات کا بلا تبصرہ تناسبی موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔

1= اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الفاتحہ آیت 4

کنز الایمان = "ہم کو سیدھا راستہ چلا"

معارف القرآن = "چلا ہم کو راستہ سیدھا"

2= ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ البقرہ آیت 2

کنز الایمان = "وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔"

معارف القرآن = "وہ کتاب کہ کسی قسم کا شک نہیں جس میں۔"

3= وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ آل عمران

موقع پر آپ نے فرمایا:-

"تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی، کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے اور پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں، مولات مشرکین ایک معائدہ مشرکین و استعانت بالمشرکین تین مسجدوں میں اعلاء مشرکین چار ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً" قطعاً" لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے۔" (59)

مولانا شاہ فضل رسول قادری علیہ الرحمتہ کے عرس کے موقع پر 1899ء میں بھی علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر اعلی حضرت علیہ الرحمتہ ہی کو اپنا رہبر و راہنما تسلیم کیا کہ آپ بریلی شریف میں مرکز کی حیثیت سے رکھیں گے اور اپنی تحریرات کے ذریعہ مختلف امور میں راہنمائی کریں گے۔ علامہ قاضی محمد یٰسین صاحب علیہ الرحمتہ (والد بزرگوار محمد عبدالحکیم قاضی ایم اے) نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے ایک فتوی منگوا کر ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا اس فتوے میں صاف درج تھا کہ مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شامل ہونا "حرام" ہے وطن کی آزادی کے لئے 'مسلمان' ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم کریں" (60)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء و تلامذہ نے دو قومی نظریہ کو فروغ دیا۔ جید علماء و مشائخ کی کثیر تعداد موجود تھی، ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتے تھے، ان میں سے ہر ایک خود اپنی ذات میں " مجلس" ہیں۔ مگر جب بھی ان اکابرین کو "میر" کی ضرورت ہوئی تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح میر مجلس کے قرعہ فال میں بھی تلمیذ اعلیٰ حضرت سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمتہ ہی کا نام نکلا۔ (61)

سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمتہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی قائم کردہ تنظیم جماعت رضائے مصطفے کے تاحیات صدر رہے بنارسی سنی کانفرنس کے بالاتفاق عمومی صدر اور اس کانفرنس کے استقبالیہ کے بھی صدر آپ ہی تھے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بعد علی الاعلان دو قومی نظریہ کا پرچار کرتے ہوئے قیام پاکستان کی راہ ہموار فرمائی آل انڈیا سنی کانفرنس اور اجمیر سنی کانفرنس کے موقع پر آپ کے خطبات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے موقع پر آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیئے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو' ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے"۔ (61)

5_6 رجب المرجب 1365ھ کو سنی کانفرنس اجمیر شریف میں آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:۔

"میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا کہ پاکستان بنانا صرف سینوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے • اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کا رسنیالی است"۔ (64)

فروری 1946ء میں پھوند ضلع اوٹاوہ میں سنی کانفرنس کے موقع پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی کانگریس کی سخت مخالفت فرمائی خطبہ کا ایک اقتباس ملاخطہ ہو:۔

"مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام کارکن اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کردیں"۔(65)

الختصر سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمتہ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے دو قومی نظریہ کا پرچار کرکے علیحدہ وطن پاکستان کے لئے راہ ہموار فرمادی اور پھر اللہ عزوجل اور اس کے محبوب احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل

14 اگست 1947ء کو ہمارا پیارا وطن پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ (66)
پاکستان بننے کے فوری بعد تقریباً" 1948ء میں حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ تاج العلماء محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمتہ پاکستان تشریف لائے مسئلہ درپیش تھا کہ پاکستان میں تمام سنی علمائے کرام کی ایک تنظیم قائم کی جائے تاکہ یہ اہل سنت وجماعت کی صحیح رہنمائی کرے چنانچہ کئی نام تجویز ہوئے سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ ہندوستان میں دیوبندی علماء کی جماعت کا نام جمعیت علمائے ہند ہے تو کیوں نہ اس کے مقابلے پر پاکستان علمائے اہلسنّت کی جماعت کا نام جمعیت علمائے پاکستان رکھا جائے اور پھر آپ نے اس نام کی افادیت میں اپنے مخصوص انداز میں دلائل دیئے صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے سب سے پہلے اس نام سے اتفاق فرمایا بعد میں تمام اکابرین اس نام پر متفق ہوگئے اس طرح آج جو جمعیت علمائے پاکستان موجود ہے اس کا نام سب سے پہلے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ نے رکھا تھا۔ ملخصاً" (67)

ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاسبانی:۔

ہندوستان میں بے شک پہلے پہل مولوی اسماعیل دہلوی نے رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلمانان عالم کو کافر و مشرک قرار دیا تھا۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کے تعاقب میں کئی کتابیں الامن و العلی 'سل الیسوف النهندیہ' الکوکبتہ الشہابیہ وغیرہ لکھیں لیکن جب بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔" (68)

جب مولوی خلیل احمد **انبیٹھوی** کی کتاب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب براہین قاطعہ میں نہایت دیدہ دلیری سے معلم کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شریف شیطان کے علم سے گھٹانے کی ناپاک جسارت کی گئی۔ (69)

اور جب حکیم دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا کہ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (70)

ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبانی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے علماء دیوبند سے مطالبہ کیا کہ یا تو ان عبارات کا صحیح مجمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلم زد کردیجئے' اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے' خطوط بھیجے گئے بالآخر جب علماء دیوبند کسی طرح بھی ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد' براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریباً سولہ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد 1320ھ میں ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی خاطر مذکورہ بالا قائلین کے بارے میں ان کی عبارات کی بناء پر فتوائے کفر صادر کیا (71) چنانچہ 1334ھ میں حرمین شریفین کے 35 جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے فتوی کی تصدیق فرماتے ہوئے مذکورہ افراد کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا (72) بعد میں پاک و ہند کے جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے فتوی پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ (73) اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح ان کے شاگرد رشید سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے بھی ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا' آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے تاریخی فتوی کی ان الفاظ میں تصدیق فرمائی :۔

"لاریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر
ھٰؤلاء المذکورین صحیحۃ و انا الفقیر ابو الحامد
السید محمد الاشرفی الجیلانی عفاعنہ اللہ الصمد۔" (74)

آپ نے ناگپور میں یوم رضا کی صدارت فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کو یوں خراج عقیدت پیش فرمایا:-

"وہ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا محتاط قلم ہے جس نے منصب قضاء کی ذمہ داریوں کو نہ چھوڑا اور غم سہا' دکھ اٹھایا مگر قانون کی ہر رعایت کو فطری غیظ و غضب پر غالب رکھا یہ تو جب غلام احمد قادیانی نے اپنے کفری دعوائے نبوت کو کسی طرح نہیں چھوڑا' نانوتوی نے ختم زمانہ کے عقیدۂ حقہ کی ضرورت سے انکار کر دیا اور اسی پر جما رہا۔ گنگوہی اور **انبیٹھوی** نے رسول پاک ﷺ کے علم کے بارے میں حضور ﷺ کے مقابلے پر شیطان کے علم کو بڑھایا اور باز نہ آئے' تھانوی علم رسول ﷺ کی سطح کو ہر زید و عمرو صبی و مجنون و بہائم حیوانات کی سطح پر لایا اور ضد کو نہ چھوڑا تو گنتی کے انھیں جیسے چند مجرموں کی توبہ سے مایوس ہوکر اس فرضی شرعی کو ادا فرمایا کہ امت اسلامیہ کو ہوش ہو اور وہ جس کشمکش میں پڑگئے ہیں کہ مجرموں کا ساتھ دیں تو دامن رسول ﷺ ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اور رسول پاک ﷺ کے دامن کو تھامے رہیں تو مولوی نما مولویوں سے بے تعلق ہونا پڑتا ہے' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اس کشمکش کا یہ علاج بتایا کہ دامن رسول ﷺ ہی مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور اس کے لئے کسی مولودی ملا کی پرواہ نہ کی جائے' رسول پاک ﷺ کا دامن دین و ایمان کا دامن ہے اس کو چھوڑ کر خواہ کچھ ہوجائے مگر مسلمان نہیں رہ سکتا۔" (75)

غرضیکہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی ناموس مصطفےٰ ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے باطل افکار کا تحریری اور تقریری خوب رد فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ سے بھی بد دین و بد مذہب لرزتے اور آپ کے نام سے گھبراتے تھے۔ دیو بندیوں کے بڑے بڑے علماء کو آپ کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ ضلع اعظم گڑھ قصبہ گھوسی میں مولوی عبدالرحیم لکھنوی دیو بندی کو ایک مناظرہ میں ایک ہی نشست میں شکست فاش دے دی اس مناظر کو کافی شہرت ہوئی تھی۔ (76) محدث

کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے قلمی رابطہ بھی استوار رہا۔ فتاویٰ رضویہ کی ساتویں جلد میں آپ کے ایک استفتاء کا جواب بھی موجود ہے (77)

سفر آخرت:۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے وصال باکمال کے مناظر بڑے ہی روح پرور ہیں۔ اپنے وصال سے قبل قرآن پاک کی آیت وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ سے اپنا مادہ تاریخ 1340ھ نکالا۔ سورہ یسین شریف اور سورہ رعد شریف کی تلاوت سنی بعد میں خود سفری دعائیں پڑھیں پھر کلمہ شریف پورا پڑھا۔ چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نوری چمکا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اس طرح آفتاب علم و ہدایت 25 صفر المظفر 1340ھ کو غروب ہوگیا۔ (78)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے وصال کی خبر کچھو چھہ شریف کس طرح پہنچی، یہ ایمان افروز ماجرا بھی سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ ہی کی زبانی سنیئے:۔ "میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا' میرے حضور شیخ المشائخ (سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں علیہ الرحمتہ) قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے' یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا! میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں' چند گھنٹے کے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کہرام پڑگیا۔ اس وقت حضرت والد ماجد قبلہ قدس سرہ کی زبان پر بیساختہ آیا کہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ۔ اسی وقت ایک خاندانی بزرگ نے فرمایا کہ اس سے تو تاریخ وصال نکلتی ہے" (79)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے جنازے کو کاندھا دینے کے شوق میں آدمی پر آدمی گر رہے تھے لوگوں کی بے خودی کا ایک ایسا عالم تھا جو کسی اور کے جنازے

میں نہیں دیکھا گیا' جنازہ' ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہتا' شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی اس لئے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی (80)
سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا سفر آخرت بھی بہت ہی ایمان افروز ہے۔ آپ نے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرح تسبیح خوانی کے ساتھ آخری سانس لی اور 16 رجب المرجب 1381ھ کو مالک حقیقی سے جاملے۔ جب آپ کے وصال کی خبر دنیائے سنیّت میں پہنچی تو ہر سنی پر سکتہ طاری ہوگیا۔ مقامی کالج اور اسکول بند کردیئے گئے جب جنازہ اٹھانے کا اعلان ہوا تو ہر طرف کہرام بپا ہوگیا۔ رونے اور آہ و فغاں کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہر شخص کندھا دینے کے لئے تڑپتا تھا۔ سینکڑوں لوگ کندھا دینے سے محروم رہے۔ نماز جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی حویلی کے مغربی حصے میں پڑھی گئی۔ (81)
آپ کے وصال کی خبر پاتے ہی مدرسہ منظر اسلام و مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں چھٹی کردی گئی۔ قرآن خوانی اور فاتحہ ایصال ثواب کے بعد بارگاہ خداوندی میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی کہ اللہ تعالی آپ کی قبر انور کو نور سے معمور کرے اور جنت الفردوس میں مراتب علیا عطا فرمائے۔ آمین (82) مفسّرِ اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان جیلانی میاں علیہ الرحمتہ اکثر فرماتے کہ محدث اعظم علیہ الرحمتہ کا رخصت ہوجانا نہ صرف عالم اسلام کا خسارہ ہے بلکہ ہمارے خاندان رضویہ کا بھی ذاتی خسارہ ہے جب بھی ہمارے مسائل پیچیدگی اختیار کرتے تو حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ ہی اسے حل فرمایا کرتے تھے۔ (83)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اور سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے انتقال کے بعد بھی دونوں شخصیات کی اولاد کے درمیان طویل عرصہ تک بہت ہی خوشگوار تعلقات رہے ہیں۔ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد جیلانی مدظلہ نے تو ایک نہایت ہی اہم کام کیا کہ المیزان بمبئی کا ایک عظیم الشان امام احمد رضا نمبر شائع کرایا جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ

کے مختلف پہلوؤں پر نامور فضلاء نے مقالات پیش کیے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اب بھی دونوں بزرگوں کی اولاد آپس میں شیر و شکر بن کر رہیں تاکہ اغیار کو کسی قسم کی شورش کا موقع نہ مل سکے۔

قطعات وصال:-

دونوں شخصیات کے وصال با کمال پر شاعر فطرت جناب عبدالقیوم طارق پوری نے مادہ ہائے تاریخ اور قطعات لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ بخوف طوالت اور موضوع کی مناسبت سے یہاں دونوں عظیم شخصیات کے بارے میں صرف ایک ایک قطعہ نذر قارئین کیا جارہا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے وصال پر ایک قطعہ ملاحظہ ہو:-

عارف و عاشق حبیب الہ دیدہ ور، صاحب دل آگاہ
فقر و عرفاں میں بلند مقام علم و فضل و ہنر میں عالی جاہ
جاں نثاران شاہ دیں کا امام عاشقان نبی کا میر سپاہ
مرشد روزگار و شیخ جہاں وہ خود آگاہ وہ خدا آگاہ
فہم اسرار دیں میں تھا بے مثل غائر و دور رس تھی اس کی نگاہ
تھا خصوصی خدا کا اس پہ کرم اس کی صدہا کتب ہیں اس پہ آگاہ
اس نے عشق نبی کا درس دیا اور کوئی نہیں فلاح کی راہ
مصطفیٰ ﷺ کی ذرا سی بے ادبی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی گناہ
عاشق مصطفیٰ ﷺ کا سال وصال
"نور اللہ قبرہ و ثراہ" (۱۳۴۰ھ)

حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں بھی قطعہ وصال بہت ہی خوب ہے۔ طارق سلطانپوری نے اس میں آپ کی پوری حیات کا عکس پیش کر دیا ہے۔ پڑھیئے اور داد دیجیے:-

وہ کچھو چھہ کا محدث، سید والا خصال　　رجع اہل ہنر، مخدوم ارباب کمال
فقر میں ممتاز، علم و آگہی میں منفرد　　ایک قد آور مبلغ اک خطیب بے مثال
رہنما و پیش رو تحریک پاکستان کا　　صورت حالات جیسی بھی ہو یکساں قال و حال
حوصلہ مندی، اولو العزمی کا کوہ سر بلند　　رہ گئے ہیں آج اس جیسے مجاہد خال خال
اس کی ساری عمر گزری خدمت اسلام میں　　زندگی بھر اوج ملت کا رہا اس کو خیال
صرف بہر حق تھی اس کی دوستی و دشمنی　　تھا رضائے حق کا متلاشی وہ عبد ذوالجلال
کوئی دنیاوی مفاد اس کے نہ تھا پیش نظر　　وقف بہردین اس کی زندگی کے ماہ سال
درد ملت سے سراپا اضطراب اس کا وجود　　خلد میں وہ مرد مومن ہو گا اب آسودہ حال
"مایۂ ناز گلاب باغ سمنانی" کے ساتھ = "فخر و ناز اہل عرفاں" اس کا ہے سال وصال

1381ھ (84)

مآخذ و مراجع
(حواشی و حوالے)

(1) ماہنامہ الاشرف کراچی دسمبر 1996ء ص 18 (مضمون: ابو محمد سید احمد اشرف شاہ الاشرفی الجیلانی)

(2) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 24

(3) محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، مولانا: تذکرہ جمیل مطبوعہ دہلی 1412ھ ص 209

(4) محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی 1987ء ص 131

(5) شاہ محمد عارف اللہ قادری، مولانا: اذکار حبیب رضا مطبوعہ لاہور 1976ء ص 24

(6) سید خلیل احمد قادری، مولانا: سید دیدار علی شاہ کی سوانح حیات مطبوعہ لاہور ص 20-19

(7) ماہنامہ آستانہ کراچی مئی 1996ء ص 69

(8) حشمت علی خاں لکھنوی، مولانا: الصوارم الہندیہ مطبوعہ لاہور 1975ء ص 146

(9) محمد صابر نسیم بستوی، مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 133

(10) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 130، 131

(11) سالنامہ معارف رضا کراچی (مرتبہ سید محمد ریاست علی قادری) 1983ء ص 324

(12) احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت: الاستمداد علے اجیال الارتداد مطبوعہ لاہور 139ھ ص 92

(13) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 42

نوٹ:- حضرت محدث ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا مرشد مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمتہ اس وقت تک تقریر شروع نہیں کرتے تھے جب تک چشم تصور سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلیتے تھے۔ صابر

(14) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 45

(15) محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی 1987ء ص 106

(16) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جنوری 1997ء ص 76 (مضمون: مولانا اقبال احمد اختر القادری)

(17) ایضاً

(18) محمد منشاء تابش قصوری، مولانا: مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور 1997ء ص 78،79

نوٹ:- گل اشرفیت ابو المسعود شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی 85 برس کی عمر میں 21 نومبر 1996ء بروز جمعرات لکھنؤ میں وصال فرماگئے ہیں۔ ان کی رحلت عالم اسلام کا بہت بڑا نقصان اور عظیم سانحہ ہے۔ صابر

(19) تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے:-

(1) شاہ مانا میاں قادری، مولانا: سوانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی مطبوعہ کراچی 1970ء

(2) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور

(3) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: سیرت امام احمد رضا مطبوعہ لاہور

(4) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: آئینہ رضویات 12 مطبوعہ کراچی

(5) عبدالنبی کوکب، قاضی: مقالات یوم رضا مطبوعہ لاہور

(6) محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی

(20) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1997ء ص 34

(21) محمد صابر نسیم بستوی، مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 24

(22) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 34

(23) نقی علی خان بریلوی، مولانا: سرور القلوب فی ذکر المحبوب مطبوعہ لاہور 1985 صفحہ ب

(24) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی
ص 33
دیکھیئے:-
(25) محمد ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، 1 مطبوعہ کراچی ص 1
محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ لاہور ص 235
(26) دیکھیئے:- احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت النور و الضیاء فی احکام بعض الاسماء
مطبوعہ لاہور 1991ء
(27) محمد صابر نسیم .ستوی، مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 25
محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی
1992ء ص 322
(28) دیکھیئے محمد ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج 1 مطبوعہ کراچی ص 31
تا 36
(29) دیکھیئے سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ
کراچی ص 36 تا 39
(30) ماہنامہ المیزان بمبئے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 247
(31) محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ
کراچی 1992ء ص 322، 323
(32) دیکھیئے (1) ایضاً .... ص 323
(2) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی ص
38، 39
(3) ماہنامہ المیزان بمبئے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 241
(33) .... ص 244
(34) .... ص 243
(35) .... ص 245
(36) .... ص 247، 248

(37) .... ص 248

(38) .... ص 243

(39) محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی 1992ء ص 323

(40) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 257

(41) حسنین رضا خان بریلوی، مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت و کرامات مطبوعہ لاہور ص 41'40

(42) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 136

(43) احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت: الخطبات الرضویہ مطبوعہ لاہور ص 48

(44) سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا: فرش پر عرش مطبوعہ لاہور 1997ء ص 1

(45) ماہنامہ المیزان بمبئے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 248

(46) دیکھئے احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت: حدائق بخشش مطبوعہ کراچی 1976ء

(47) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 87

(48) دیکھئے:- سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا: فرش پر عرش مطبوعہ لاہور 1997

(49) محمود احمد قادری مولانا: مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ لاہور 1986ء ص 204

(50) امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے نعتیہ اشعار "حدائق بخشش" اور سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے نعتیہ اشعار "فرش پر عرش" مطبوعہ لاہور 1997ء سے لئے گئے ہیں۔ صابر

(51) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 36

(52) بدر الدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور 1985ء ص 322

(53) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 80

(54) بدر الدین احمد قادری، مولانا : امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور 1985ء صد 373، 374

(55) ماہنامہ المیزان بمبئے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 245

نوٹ :۔ کنز الایمان کے محاسن دیکھنے کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

(1) شیر محمد اعوان، ملک : محاسن کنز الایمان مطبوعہ لاہور

(2) غلام رسول سعیدی، مولانا : ضیائے کنز الایمان مطبوعہ لاہور

(3) عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا : خصائص کنز الایمان مطبوعہ لاہور

(4) محمد طاہر القادری، پروفیسر، ڈاکٹر : کنز الایمان کی فنی حیثیت مطبوعہ لاہور

(5) عبد الرزاق **بھترالوی**، مولانا : تسکین الجنان فی محاسن کنز الایمان مطبوعہ لاہور

(6) راؤ سلطان الجاہد : ایک قرآن ایک ترجمہ مطبوعہ لاہور

(7) عبدالستار خان نیازی، مولانا : کنز الایمان کے خلاف سازش کا مثبت جواب مطبوعہ لاہور

(56) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 52

(57) محمود احمد قادری، مولانا : تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ لاہور 1992ء ص 235

(58) دیکھئے (i) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت : کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مطبوعہ لاہور

(ii) سید محمد محدث کچھوچھوی مولانا : معارف القرآن مطبوعہ احمد آباد

(59) سید عالم قادری : سنی کانفرنس مطبوعہ کراچی 1978ء ص 18

(60) محمد عبدالحکیم قاضی : تحریک پاکستان اور اس کے عوامل مطبوعہ لاہور ص 75

نوٹ :۔ تفصیل کے درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں :۔

(1) سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا : الخطبات الاشرفیہ مطبوعہ لاہور

(2) محمد مسعود احمد پروفیسر : فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور

(3) محمد جلال الدین قادری مولانا : خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور

(4) صابر حسین شاہ بخاری سید : امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ

لاہور
(5) اقبال احمد اختر القادری مولانا: امام احمد رضا معمار پاکستان مطبوعہ لاہور
(61) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1996ء محدث اعظم نمبر ص 6
(62) محمد صادق قصوری مجید اللہ قادری پروفیسر تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی 1992 صفحہ 323
(63) محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 277
(64) محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 306
(65) محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 314
(66) تفصیل کے لئے دیکھئے:۔
(1) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور
(2) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مولانا: محدث اعظم کچھوچھوی اور پاکستان مطبوعہ لاہور
(3) محمد اعظم نوارنی مولانا: محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور
(67) دیکھئے:۔
سید محمد مظاہر اشرف ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 113 تا 115 .
(68) محمد قاسم نانوتوی مولوی: تحزیر الناس مطبوعہ دیوبند ص 28
(69) خلیل احمد سہارنپوری مولوی: براھین قاطعہ مطبوعہ لاہور ص 55
(70) اشرف علی تھانوی مولوی: حفظ الایمان مبطوعہ لاہور ص 16
(71) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت: حسام الحرمین مطبوعہ لاہور 1985ء ص 7 (پیرایہ آغاز: محمد عبدالحکیم شرف قادری علامہ)
دیکھئے۔
احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت: المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد 1320ھ مطبوعہ ... ر

دیکھئے۔

(72) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت : حسام الحرمین علی منحرا لکفروالمین مطبوعہ لاہور 1985ء

(73) دیکھئے۔ حشمت علی خان لکھونی مولانا : الصوارم الہندیہ مطبوعہ لاہور 1975ء

(74) دیکھئے۔ حشمت علی خان لکھونی مولانا : الصوارم الہندیہ مطبوعہ لاہور ص 94

(75) ماہنامہ المیزان بمبے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 247

(76) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 30

(77) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت : العطایا البنویہ فی الفتاوی الرضویہ مطبوعہ کراچی ص 238

(78) دیکھئے۔ حسنین رضا خان بریلوی مولانا : ایمان افروز وصایا مطبوعہ لاہور

(79) ماہنامہ المیزان بمبے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 259

(80) حسنین رضا خان بریلوی مولانا : ایمان افروز وصایا مطبوعہ لاہور ص 28

(81) سید محمد مظاہر اشرف ڈاکٹر پیر : حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 133، 134

(82) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 82

(83) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر(1) ص 7

(84) دیکھئے

عبدالقیوم طارق سلطانپوری : رباب تاریخ 1416ھ (قلمی)

قطعہ تحریر و طباعت مقالہ۔ "تذکرہ کمال""حکایات لذیز و موزوں"

1416ھ 1995ء

مرکز علم و حکمت و عرفاں ہے بریلی بھی اور کچھوچھہ بھی
عظمت دین مصطفیٰ کے لئے ہے اہم جدوجہد دونوں کی
عاملان عقیدہ توحید ہیں یہ دونوں نقیب عشق نبی
ان کا مقصود زیست تھا یکساں ان کی آپس میں تھی ہم آہنگی
حرف حق امتیاز تھا ان کا کلمۂ صدق تھی شناخت ان کی
روشنی ان مراکز حق سے چار سو بزم دہر میں پھیلی

یہ مقالہ ہے منفرد لا ریب ایک نادر مرقع خوبی
ہے یہ تذکار شخصیات عظیم جن پہ نازاں ہے نوع انسانی
پیکران عزیمت و جرات عاشقان جمال مصطفوی
محنت اسکو تیار کرنے میں خوب صابر حسین شاہ نے کی
فکر انگیز یہ مقالہ ہے حق پرستوں کی داستان جلی

اس کی تاریخ طبع از سر "طیب" = "ذکر اہل کمال، عصر" کہی

1407 9

1407 + 9 = 1416ھ

طارق سلطانپوری
حسن ابدال

مَن يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰہَ

التحقیق البارع

فی

حقوق الشارع

مرتبہ

سید العلماء حضرت مولانا مفتی ابو المحامد سید محمد صاحب اشرفی
جیلانی محدث

جید پریس دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز پنجگانہ فرض ہیں اس میں سے تین وقت کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صحابی کو معاف فرمادی یہ کس حدیث میں ہے اور وہ اس مرتبہ کی ہے کہ قرآن شریف کی ناسخ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جسکو چاہیں حرام فرمادیں یہ اختیار کس آیت یا حدیث میں ہے۔ حضرات شیعہ اپنے ائمہ کو بھی یہی اختیار دیتے ہیں۔ یہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

محمد عبدالرحمٰن ڈھالگر ٹولہ جون پور۔ بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسی سند سے جس کے تمام راوی ثقہ اور رجال صحیح مسلم سے ہیں یہ حدیث مروی ہے کہ حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن رجل منھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی انہ لا یصلی الا صلاتین فقبل ذالک منہ یعنی ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کرونگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول فرمالیا ایسے نو واقعات کی فہرست مجمل طور پر کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج کی ہے کنز انی الامن والعلی المجدد المائۃ الحاضرۃ اس قسم کے واقعات میں نسخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ان واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض احکام شریعت سے بعض لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمادیا اور جو چیز تمام امت پر فرض تھی اور ہے یا حرام تھی اور ہے وہ حکم اس شخص

خاص کیلئے نہ رہا اسی طرح اس قسم کے واقعات کی روایات میں ایسی قوت کا دیکھنا جو ناسخ قرآن شریف ہو سکے بڑی بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اول تو یہ موقع نسخ ہی مان لیا جائے تو اصل ناسخ اُس شخص کیلئے جس کے حق میں نسخ ہوا وہ ارشاد ہے جو لب پاک مصطفےٰ نے فرمایا اور اُس شخص نے خود اپنے کانوں سے اُس ارشاد کو سُنا جس میں راویوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے تو اُس شخص خاص کیلئے وہ ارشاد نبوی حجت قطعیہ سے ہو گیا جس سے بڑھ کر اور قوی تر شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل ہی نہیں ہے البتہ اس واقعہ کی روائیت ہم لوگوں تک راویوں کے ذریعہ سے پہونچی اور اس روایت میں ہم لوگوں کے حق میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جس کو چاہیں اور جیسا حکم چاہیں مستثنیٰ فرمادیں یہ بات ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل اور خصائص سے ہے اور باب فضائل میں حدیث مذکور بلا فتنہ منکر حجت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم:۔

(۲) قرآن کریم میں فرمایا ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا جو حکم وغیرہ رسول تم کو دیں تم اوسکو اختیار کرو اور جس سے روکیں اُس سے باز رہو اور اس آیہ کریمہ کے متعلق ہمالیہ پہاڑ سے زیادہ بھاری حجت مستغنی بریہ ہے کہ اُون کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی اپنے ترجمہ قرآن میں تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس آئیت سے احکام شریعت میں بھی اختیار نبوی ثابت ہوتا ہے۔

دوسری آیت الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث الآیۃ۔ جو لوگ پیروی کرتے ہیں اُس نبی امی کی جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے نزدیک توریت و انجیل میں جو ان کو حکم دیتا ہے نیکی کا اور روکتا ہے اُن کو برائی سے اور حلال فرماتا ہے اُن کے لیے پاکیزہ چیزوں کو اور حرام فرماتا ہے اُنپر ناپاکیوں کو:۔

تیسری آیۃ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون

بما حرم اللّٰہ ورسولہ لڑو اُن سے جو نہیں مانتے اللہ کو اور پچھلے دن کو اور نہیں حرام جانتے جسکو حرام کر دیا اللہ نے اور حرام کر دیا رسول اللہ نے ۔

چوتھی آیت وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من انفسھم ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا کوئی حق نہیں کسی مسلمان مرد وعورت کو جبکہ حکم دے اللہ کا رسول کسی کام کا کہ اُن کے لئے کچھ اختیار رہے اپنی جانب سے اور جو حکم نہ مانے اللہ کا اور جو حکم نہ مانے رسول اللہ کا وہ بلا شبہہ کھلی ہوئی گمراہی میں بہک گیا ہے یہ مشتے نمونہ چند آیات ہیں جن میں قرآن عظیم میں صاف صاف فرمایا کہ رسول اللہ کا ہر حکم تشریعی واجب التعمیل ہے وہ جو چاہیں حکم دیں اور جس چیز سے چاہیں روک دیں رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلال فرماتے ہیں اور حرام فرماتے ہیں جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام فرماویں جو اُس کو حرام نہ مانے اُس سے جہاد کا حکم ہے جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیں اُسکو نہ ماننے کا کسیکو اختیار نہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو جو نہ مانے وہ سخت گمراہ ہے ۔ ان آیات کریمہ میں سے پچھلی آیت کی شان نزول یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلام آزاد حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا پیغام اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دیا جس سے انھوں نے اور اُن کے بھائی عبد اللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ حضرت زید اُن کے کفو نہ تھے اور شرعاً عورت کو حق حاصل ہے کہ اس بارے میں انکار کر سکے خصوصاً جبکہ اُس کے خاندان کی شرافت ثریا سے بھی بالاتر ہو مگر اس پیام کے نہ ماننے پر اللہ رب العزت نے وہ الفاظ ارشاد فرمائے جو اللہ کے فرض کئے ہوئے کسی کام کو نہ ماننے پر فرمائے جاتے اور پھر اُس کے ساتھ آیہ کریمہ میں اپنا نام پاک بھی شامل فرما دیا کہ وہ ہمارا ہی فرمانا ہو گیا اور وہ بات فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اُس کے نہ ماننے کا کچھ اختیار نہ رہا اس بنا پر ہمارے آئمہ دین خدا اور رسول کے فرض میں یہ فرق کرتے ہیں کہ رسول کا فرض کیا ہوا قوی ہے اور خدا کا فرض کیا ہوا اقوی ہے ۔ احکام شریعت حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہیں وہ جو کچھ چاہیں واجب کردیں اور جو کچھ چاہیں نہ واجب کریں اور جسکو جس حکم سے چاہیں مستثنےٰ فرمادیں۔ میزان امام شعرانی باب الوضوء میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کان الامام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکثر الائمۃ ادبا مع اللہ تعالیٰ ولذلک لم یجعل النیۃ فرضا وسمی الوتر واجبا لکونھما ثبتا بالسنۃ لا بالکتاب فعقد بذلک تمییز ما اوجبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان مافرضہ اللہ تعالیٰ اشد مما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذات نفسہ حین خیرہ اللہ تعالیٰ ان یوجب ماشاء اولا یوجب۔ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کیساتھ اوروں سے زیادہ ادب ہے چنانچہ اونھوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کہا اور نماز وتر کو واجب کہا کیونکہ یہ دونوں چیزیں حکم نبوی سے ہیں جنکا قرآن میں حکم نہیں اس طریقہ سے اونھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرض کیئے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب کئے ہوئے میں فرق کردیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہو اقوی ہے اُس سے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے فرض کیا ہو جبکہ یہ اختیار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہی دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں اور جسے چاہیں نہ کریں۔

امام شعرانی نے اس اصل کی بنا پر احکام کی چند مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کان الحق تعالیٰ جعل لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یشرع من قبل نفسہ ماشاء کما فی حدیث تحریم شجر مکۃ فان عمہ العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما قال لہ یا رسول اللہ الا الاذخر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالیٰ لم یجعل لہ ان یشرع من قبل نفسہ لم یتجرأ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یستثنی شیئا مما حرم اللہ تعالیٰ یعنی حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دیا تھا کہ اپنی جانب سے جو چاہیں شریعت مقرر کریں جیسا کہ حرم مکہ معظمہ کے درخت اور گھاس سے اذخر گھاس کو جب حضرت عباس نے عرض کیا کہ مستثنےٰ فرمادیجیے تو حضور

نے اس کو مستثنیٰ فرمایا کہ اس کا کاٹنا جائز ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے شریعت مقرر فرمانے کا حق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بات کی جرارت نہ فرماتے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے اسمیں سے کچھ بھی مستثنیٰ فرمائیں، امام شعرانی نے جس حدیث کا تذکرہ فرمایا ہے وہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نیز اسی صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح مروی ہے ۔

میزان الشریعۃ الکبریٰ میں قانون شریعت کی چند قسمیں بتائی ہیں ایک وہ جس کے لیئے وحی آئی الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسنہ علی رایہ ھو کتحریم لبس التحریر علی الرجال وقولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الاذخر ولو لا ان اللہ کان یحرم جمیع نباتات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاذخر ونحو حدیث لو لا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل ونحو حدیث لوقلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من قال لہٗ فی فریضۃ الحج اکل عام یا رسول اللہ قال لا ولو قلت نعم لوجبت وقد کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخفف علی امتہ وینھاھم عن کثیرۃ السوال ویقول اترکونی ما ترکتکم آلا باختصار یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے کہ حق تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اجازت دیدی کہ اپنی رائے سے جو طریقہ چاہیں قائم فرمادیں ۔ مثلاً مردوں کو ریشم پہننے کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام فرمادینا اور تحریم مکہ کی حدیث میں اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرمادینا ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مکہ کی ہر جڑی بوٹی کا کاٹنا حرام نہ فرمادیا ہوتا تو اذخر کو مستثنیٰ کرنے کی کیا حاجت تھی اور مثلاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر میری امت پر بوجھ نہ ہو جاتا تو میں نماز عشا کے وقت کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور مثلاً جب حضور فریضہ حج بیان فرمارہے تھے اور کسی نے پوچھا کہ کیا ہر سال

حج فرض ہے ؟ یا رسول اللہ تو حضور کا فرمانا کہ نہیں اور اگر میں ہاں کہدوں تو ہر
سال حج واجب ہو جائے اور تم نہ کر سکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ
تھی کہ اپنی امت پہ آسانی فرماتے اور اُن کو زیادہ سوال کرنے سے روکتے اور فرماتے
کہ مجھکو چھوڑے رکھو جبتک تم کو کسی حکم سے آزاد رکھوں۔ امام کی عبارت ہالا
میں نماز عشا کے مؤخر فرمانے کی جو حدیث ہے اُس کو متعدد محدثین نے روایت کیا
ہے چنانچہ معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور
مسند امام احمد و سنن ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہا میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ
عنہ سے وہ حدیث مروی ہے اور وہ حدیث جس میں فرمایا کہ اگر میں ہاں فرمادوں تو
ہر سال حج فرض ہو جائے متعدد کتب صحاح میں موجود ہے چنانچہ مسند امام احمد
و صحیح مسلم و نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مسند امام احمد
و ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے
اور مسند امام احمد و دارمی و نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ
عنہما سے اور ابن ماجہ میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
اور میزان کا پچھلا مضمون کہ مجھے چھوڑے ہو جب میں تم کو آزاد رکھوں یہ بھی صحیح
مسلم و سنن نسائی میں اُس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے
جس میں فرمایا کہ لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم اگر میں کہدیتا کہ ہاں تو
حج ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا ذرونی ما ترکتکم فانما ھلك
من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیاءھم فاذا امرتکم لشیئ
فاتوا منہ ما استطعتم واذا نھیتکم عن شیئ فدعوہ مجھے چھوڑے رہو
جب میں تمہیں آزاد رکھوں کہ پہلی اُمتیں ہلاک ہوئیں زیادہ پوچھنے اور اپنے انبیاء کے
خلاف منشا چلنے سے تو میں تم کو جس چیز کا حکم دوں حتی الامکان اُسکو انجام دو
اور جب میں تم کو کسی چیز سے روکوں تو اُس کو چھوڑ دو اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت
کیا ہے حدیث کا یہ ٹکڑا تفسیر ہے۔ اس آیہ کریمہ کی جس سے جواب دوم شروع کیا

گیلئے کہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا رسول جس بات کا حکم دیں اُس کی تعمیل کرو اور جس سے روک دیں اُس سے باز رہو۔ وللہ الحجۃ السامیۃ

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ جس سے جس حکم کو چاہیں خاص فرمادیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ایک باب وضع فرمایا باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بماشاء من الاحکام۔ یعنی باب اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس حکم سے جس کو چاہیں خاص فرمادیں۔ امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقع ذکر کئے اور امام سیوطی نے اُس پر مزید پانچ کا اضافہ کیا۔ حضرت مجدد مائہ حاضرہ نے پندرہ بڑھائے۔ میں ان میں چند واقعات بلا نقل عبارات بخیال اختصار نقل کرتا ہوں اور ہر ایک حوالہ دیتا جاتا ہوں تاکہ جو چاہے اصل کتاب سے اصل عبارت کو دیکھ لے۔

(۱) حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے چھ مہینے کی بکری کی قربانی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جائز فرمادی اور فرمایا لن تجزی عن احد بعدک یعنی آج یہ اجازت سوا تمہارے کسی کے لئے نہیں ہے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے خصوصیۃ لاتکون لغیرہ اذ کان لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یخص من شاء ماشاء من الاحکام یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خصوصیت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی جو دوسروں کیلئے اس حکم کی بنا پر نہیں ہے کیونکہ آپ کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں خاص فرمادیں حدیث مذکور بخاری و مسلم میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالےٰ سے مروی ہے۔

(۲) ایکبار حضرت عقبہ ابن عامر کو بھی ششماہی بکری کی قربانی کی اجازت آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی یہ حدیث بخاری شریف و مسلم شریف و سنن بیہقی میں مروی ہے۔ حضرت شیخ محقق مولا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی شریعت سپرد تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۳) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی یہ حدیث صحیح مسلم و سنن نسائی و ترمذی و مسند امام احمد میں مروی۔ امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں للشارع ان یخص من العموم ما شاء یعنی شارع علیہ السلام کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرما دیں

(۴) ایکبار حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے کی اجازت فرمائی اس واقعہ کو ابن مرودیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۵) ایکبار حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عدت وفات شوہر کا سوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا یعنی چار مہینہ دس دن کے سوگ کو جو واجب ہے اُن کے لئے صرف تین دن کا سوگ رکھا یہ واقعہ طبقات ابن سعد میں ہے۔

(۶) ایکبار حضرت اسما بنت یزید انصاریہ کو بھی نوحہ کرنے کی اجازت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔

(۷) ایکمرتبہ ایک صحابی کو مہر کی جگہ صرف سورۃ قرآن سکھا دینا کافی فرما دیا اور فرمایا لا یکون لاحد بعدک مھرا یعنی تیرے سوا اور کسی کے لئے یہ مہر کافی نہیں یہ واقعہ ابن السکن میں حضرت ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(۸) ایکمرتبہ حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو ہمیشہ کیلئے شہادت کا نصاب کامل فرما دیا اور آیہ کریمہ واشہدوا ذوی عدل منکم سے اُن کو مستثنےٰ فرما دیا یہ حدیث ابوداؤد و نسائی و طحاوی و ابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری

ومسند ابویعلی و صحیح ابن خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی وغیرہ میں موجود ہے۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے لیئے روزہ کا کفارہ یوں جائز فرمادیا کہ اپنے پاس سے اُن کو سوا دو من کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمادیا کہ خود کھاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ تمہارا کفارہ ادا ہوگیا یہ حدیث صحاح ستہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی اور صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور مسند بزاز و معجم اوسط طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دار قطنی میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے ہدایہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ سنن ابوداؤد میں امام زہری سے منقول ہے انما کان هذا رخصة له ولو ان رجلاً فعل ذالك اليوم لم يكن له بد من التكفير یعنی یہ اجازت خاص اوسی شخص کیلئے تھی اگر آج کسی پر کفارہ واجب ہو تو کفارہ ادا کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے امام جلال الدین سیوطی وغیرہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

(۱۰) ایکبار آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک جوان صحابی حضرت سالم کو اجازت دیدی کہ ایک بی بی صاحبہ کا دودھ پی لیں اور اسی سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی اس واقعہ کو صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں روایت کیا ہے ام المومنین ام سلمہ ودیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ ما نری هذا الا رخصة ارخصها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لسالم خاصة یعنی ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم ہی کو اسکی اجازت دی تھی نیز یہ حدیث طبقات ابن سعد وحاکم میں بھی موجود ہے۔

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن ابن عوف اور حضرت زبیر ابن عوام کو جن کے بدن میں سوکھی کھجلی تھی ریشمین کپڑے پہننے کی اجازت عطا فرمادی یہ حدیث صحاح ستہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

کو جنابت کی حالت میں بھی مسجد نبوی میں رہنا جائز فرمادیا اس حدیث کو ترمذی و ابو یعلی و بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کے متعلق بیان نقل فرمایا ہے۔

(۱۳) مخدرات اہلبیت پاک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت عذر ماہانہ مسجد نبوی میں آنا جائز فرمادیا یہ حدیث معجم کبیر طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننی جائز فرمادی یہ واقعہ ابی شیبہ نے بسند صحیح ابو السفر سے روایت کیا ہے۔

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سابقہ سے حضرت سراقہ کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے کے کنگن پہنائے یہ حدیث دلائل النبوت بیہقی میں مروی ہے:۔

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر حاضری جہاد مال غنیمت کا مستحق فرمادیا اور عطا فرمایا یہ حدیث صحیح بخاری و ترمذی و مسند امام احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے۔

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی رعایا سے تحفہ لینا جو سب کے لئے حرام ہے حلال فرمادیا یہ واقعہ کتاب الفتوح میں منقول ہے

(۱۸) وہی نماز معاف کرنے کا واقعہ جو جواب سوال اول میں گزرا۔

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اجازت دی کہ اپنے بیٹے کا نام اور کنیت وہ رکھیں جو حضور کا نام اور کنیت ہے اس حدیث کو امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابو یعلی و حاکم و طحاوی و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابیہ کو احرام میں شرط لگا لینا جائز فرمادیا

کہ جب اثنار حج میں معذور ہو جاتا تو احرام سے نکل جاتا حالانکہ یہ کسی دوسرے کیلئے جائز نہیں ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مسند امام احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور مسند امام احمد و صحیح مسلم وابو داؤد و ترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابونعیم بیہقی میں حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور بیہقی وابن مندہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اور اس قسم کی حدیثیں جن میں حضور نے فرمایا کہ اگر امت پر گرانی کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز میں مسواک کرنا واجب کر دیتا یا نماز عشا کا وقت تہائی رات تک ہٹا دیتا یا صحابہ کا بیان کہ اگر مسافر کیلئے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت تین دن سے زیادہ کیجاتی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرما دیتے۔ یہ کثرت کتب حدیث میں بہ سند صحیح مروی ہیں جنکی تفصیل کا بخیال اختصار یہ مقام متحمل نہیں ہے اور جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی تعلیم تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی عقیدہ تھا کہ قانون اسلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہے جس کو چاہیں حکم دیں اور جسکو جس سے چاہیں روکدیں اسی طرح ایسی حدیثیں جن میں آیا ہے کہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قضی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر ہیں جنکا شمار نہایت دشوار ہے اور جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ارشاد نبوی کا ہر امر و نہی قانون اسلام ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ سے شارع علیہ السلام بھی ہے اور شارع کے معنی ہی شریعت ساز کے ہیں۔ تو اب سوال دوم کا جواب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت پر اختیار ہے اس اختیار کا بیان قرآن شریف میں بھی ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے تصریحات آئمہ میں بھی ہے۔ یہی صحابہ کرام کا عقیدہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس فضیلت سے انکار کرنا ملحدوں وہابیوں کی بدعت ضلالت ہے اس پر مستفتی کا یہ شبہ کرنا کہ شیعہ آئمہ اہلبیت کو بھی

یہی اختیار دیتے ہیں۔ لہذا ہم اُن کی ضد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ خداداد اختیار نہ دیں گے نہایت شرمناک جرم اور افسوسناک جہالت ہے۔ مستفتی کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ بطلان مذہب شیعہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ آئمہ اہلبیت کو ایسے اختیارات دیتے ہیں جو اللہ اور رسول کیلئے خاص ہیں اگر مستفتی کی یہی ضد قائم رہی تو خطرہ ہے کہ آج تو شارع علیہ السلام کے شارع ہونے سے انکار کر دیا کل کہیں یہ نہ کہدے کہ چونکہ شیعہ آئمہ اہلبیت کو اختیار تشریعی دیتے ہیں لہذا میں اللہ تعالیٰ کو بھی اختیار نہیں دیتا تاکہ شیعوں سے ضد پوری ہو جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم برائے شگون پر اپنی ناک کٹوانی اسیکو کہتے ہیں اور شیعہ کو مستفتی نے حضرات شیعہ لکھکر خود اپنی جماعت کو دکھ پہونچایا اس کا ذمہ دار خود مستفتی ہے۔ جسطرح کہ اہلسنت و جماعت کو اہلسنت والجماعت لکھ کر دو عدد جہالتوں اور آخر استفتا میں صرف انگریزی تاریخ بلا وجہ لکھ کر پیروی سنت نصاریٰ کا ذمہ دار خود مستفتی ہی ہے :- اللھم احفظنا من الجھل والجھال :-

ضروری ہدایات

اللہ تعالیٰ کو تو تمام شریعت پر ہر قسم کا اختیار بالذات ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کچھ اختیار ہے وہ اللہ کی عطا سے ہے اور اللہ تعالیٰ جس طرح مختار ہے کہ خود اپنا حکم جب چاہے منسوخ فرمادے اسی طرح وہ مختار ہے کہ اپنے نبی کا حکم برقرار رکھے یا مسترد فرمادے یعنی حکم نبوی کا واجب التعمیل ہونا حق اُمت میں ہے کہ اگر حکم نبوی کو اللہ تعالیٰ نے مسترد نہ فرمایا تو اُمت کیلئے واجب التعمیل ہے۔ لہذا آیہ یا ایھا النبی لم تحرم الآیہ وغیرہا سے مسئلہ اختیار نبوی پر کوئی خلاف اثر نہیں پڑتا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مستفتی نے نماز معاف فرمانے پر غصہ میں صرف نسخ کا بے محل اور لغو و مہمل شبہہ کیا لیکن جس جماعت سے مستفتی کا باب عقائد میں تعلق ہے اس کے امام و پیشوا یعنی عبدالشکور صاحب لکھنوی سابق اڈیٹر النجم نے

جب اس حدیث کو سنا تو بہ کمال اڈ بیریت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
بے لکنت زبان سے لفظ "عبد باغی" یعنی بندہ سرکش سے تعبیر کیا اور اس لفظ
کو لکھ کر اپنی دستخط کے ساتھ مناظرہ کچھوچھہ شریف میں میرے حوالہ کر دیا جو روداد
مناظرہ کچھوچھہ شریف میں مدت ہوئی چھپ چکا ہے اور جس کی اصل محفوظ ہے ع
حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اسی قسم کے دوسرے کفریات اور بارگاہ نبوی میں گستاخیاں ہیں جن کی بناء پر عرب
وعجم کے علماء اسلام نے بالاتفاق فرمایا کہ ان لوگوں کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں
اُن کے پاس بیٹھنا اُن کے ساتھ کھانا پینا اُن کی اعادت کرنا اُن کے پیچھے نماز پڑھنا
اُن کے جنازہ پر نماز پڑھنا سخت حرام اور گناہ ہے مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت
فرمائے کہ وہ دشمنانِ عظمت رسول کو اپنے دشمنوں سے زیادہ بدتر جانیں۔
وتمام التفصيل فى الكتب المباركة الامن والعلى وحسام الحرمين والصوارم
الهندية هذا اما عندى والعلم عند الله تعالىٰ والله ورسوله اعلم
وعلمه جل مجده اتم واحكم۔ چونکہ اس تحریر نے باوجود اختصار رسالہ کی اختیار
کی لہٰذا اس کا نام التحقیق البارع فی حقوق الشارع رکھا والحمد للہ اولاً و آخراً

ابو المحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی غفرلہ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد
۱۶ صفر المظفر یوم دوشنبہ مبارک ۱۳۵۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماشاء اللہ فاضل مجیب حضرت مولینا سید محمد صاحب قبلہ مدظلہ نے نہایت ہی
مدلل ومحقق ومدقق جواب ارشاد فرمایا اس مسئلہ کے متعلق تمام پہلوؤں پر کافی روشنی ڈالدی
تعجب ہے کہ مسلمان اس قاعدہ کا کیوں کر انکار کرتا ہے یہ تو مدار اسلام ہے اگر حضور
انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احکام شریعۃ میں صاحب اختیار نہ مانا جائے تو اسکے
معنی یہ ہوئے کہ صرف قرآن ہی سے مسائل حاصل کئے جائیں نہ کہ حدیث سے کیونکہ

اگر غور کیا جائے تو حدیث فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تو نام ہے وہاں ہر جگہ یہی آتا ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر حضور کو شریعت میں اختیار نہیں ہے تو اس قسم کے احکام واجب العمل نہ ہونے چاہئیں معاذاللہ حقیقتاً یہ ہے کہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حقیقت احکام خداوند تعالیٰ ہی ہوتے ہیں اور انکا فرمان فرمان الٰہی ہوتا ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے عموم نظم کا یہی تقاضا ہے اسی لئے اصولیئیں حدیث و قرآن میں صرف اتنا فرق کرتے ہیں کہ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو یعنی وحی دونوں ہیں مگر فرق یہ ہے کہ قرآن کی نماز میں تلاوت ہوتی ہے حدیث کی نہیں۔ نسخ قرآن بالحدیث اور نسخ حدیث بالقرآن جائز بلکہ واقع ہے۔ سائل نے شبہ کیا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شارع مانا جائے تو تشبہ بالروافض لازم آئے گا تعجب ہے کہ اسکا دماغ اوندھا چل رہا ہے بلکہ حضور کو شارع نہ مانا جائے تو رفض کو تقویت پہونچتی ہے روافض یہی کہتے ہیں کہ چونکہ تقسیم میراث قرآن شریف سے ثابت ہے اسلئے حضور کی تمام املاک کی مالک حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہونی چاہئیں اس کے جواب میں یہی کہا جاتا ہے کہ چونکہ حدیث میں آگیا کہ ہم کسی کے مورث نہیں ہیں اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں غرض کہ اس قاعدہ کا انکار کرنے سے احادیث سے اعراض لازم آتا ہے۔ اور احکام اسلامی بہت سے ختم ہو جاتے ہیں اس لیے اسکا انکار بڑی بے دینی اور گمراہی ہے خداوند تبارک تعالیٰ مسلمانوں کو گمراہیوں اور گمرائیوں سے بچائے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا مولینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتہ ہو ارحم الراحمین

(مولینا مفتی) احمد یار خاں مدرس اول جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ۔

فخر الہند استاد العلما الحاج مولانا مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی تائید

ہم پر حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے اور حضور کی اطاعت ہی اللہ کی فرمانبرداری ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع ہیں احکام آپ کی مفوض ہیں پروردگار عالم نے آپ کو اختیار دیا ہے بکثرت احادیث اس پر دال ہیں۔ علماء کرام وآئمہ اعلام نے اس کی تصریحات فرمائی ہیں۔ اعلحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ رح نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کو شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ دیکھو سلطنۃ المصطفےٰ اور الامن والعلی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نعیم الدین

(کتابت حکیم سید عطا حسین فراشخانہ دہلی)